جدید کمپیوٹر کتابت کلاں ایڈیشن

آدمؑ سے محمدؐ تک

مُصنّف

مفتی رفیع عثمانی صاحب مدظلہ

بچوں اور بڑوں کو قرآن مجید سے واقف

کرانے اور شوق دلانے کیلئے

نادر کتاب

آدم علیہ السلام سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک

منظور کردہ

مجلس علمی جامعہ دینیات اردو دیوبند برائے امتحان عالم دینیات

مرتبہ

مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ مفتی اعظم پاکستان

ناشر

ایوبت پبلیکیشنز دیوبند

تفصیلات

نام کتاب: آدمؑ سے محمدؐ
مرتب : مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ مفتی اعظم پاکستان
باہتمام : نجم ایوب صدیقی
صفحات : ۱۲۸
طباعت : رمزی آفسیٹ پریس
اشاعت : ۲۰۰۹ء
قیمت : ....
ناشر : ایوب پبلیکیشنز دیوبند
فون : 09756689682-09927744326
رہائش نمبر: 09358611443
فیکس : 01336-221922

ملنے کے پتہ

دیوبند وسہارنپور کے سبھی کتب خانوں پر دستیاب ہے۔
آپ کے ضرورت کی تمام دینی، درسی، شروحات اور علمی کتب ملنے کا پتہ ایوب پبلیکیشنز محلہ ابوالمعالی دوکان نزد مسجد شیخ الہند دیوبند (سہارنپور)
247554 یوپی، الہند

فہرست مضامین

آدم علیہ السلام سے محمد ﷺ تک

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھا جائے یا بغیر سمجھے ایک ایک حرف پر اس کے دس نیکیاں ملتی ہیں، لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن پاک کے نزول کا مقصد اس کی تلاوت کرنا اس کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہے، ہزاروں اور لاکھوں بچے زن ومرد قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرتے ہیں، لیکن اس کو سمجھتے کتنے ہیں؟ اس کا اندازآپ خود کر سکتے ہیں، یہ صحیح ہے کہ بغیر عربی کی تعلیم اور دین کا فہم حاصل کئے قرآن مجید کو صحیح طور پر نہیں سمجھا جاسکتا لیکن کیا کوئی طریقہ ایسا ہوسکتا ہے کہ طلباء کو قرآن مجید کا مقصد کچھ ایسے آسان طریقوں سے ان کے ذہن نشین کرادیا جائے کہ وہ اس مقدس کتاب سے جس کو وہ روزانہ پڑھ رہے ہیں بالکل بے تعلق نہ رہیں اور ان میں اس کو سمجھنے کے شعور کو بیدار کر دیا جائے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کافی عرصہ سے ایک تجویز ذہن میں پرورش پارہی تھی وہ یہ ہے۔

بچوں کو قصے سننے کا شوق ہوتا ہے، قرآن مجید کے بنیادی وصول نبیوں کے آنے کے مقاصد اور ان کے قصے، حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور دیگر ضروری امور کو آسان زبان اور قصوں کی صورت میں مرتب کر کے شائع کر دیا جائے۔

استاذ صاحبان روزانہ ایک عنوان بچوں کے سامنے قصے کی صورت میں بیان فرمادیں اور پھر بچوں سے بھی قصے کی صورت میں سنیں، اللہ کی ذات سے یہ امید ہے کہ متواتر یہ طریقہ رکھنے کے بعد یہ چیزیں بچوں کے دل ودماغ میں ذہن

نشین ہو جائے گا۔

مثلاً استاذ نے حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ بچوں کے سامنے بیان کیا، پھر جب قرآن مجید میں حضرت آدم علیہ السلام کا نام پڑھیگا تو اسکے سامنے وہ تمام قصہ آجائیگا جو استاذ نے بیان کیا ہے۔

ایک طرف یہ جذبہ کارفرما تھا تو دوسری طرف اپنی نااہلیت اور مصروفیت، آخر جذبہ غالب آیا اور باوجود اپنی نااہلی کے مقاصد بالا کو قلم کے ذریعہ سے مرتب کرنا شروع کردیا، ایک سال ہوگیا لیکن تکمیل نہ کرسکا، اپنے خیالات اور جذبات کا اظہار کرکے مولانا عبدالقیوم صاحب ندوی سے جزوی امداد لی، میرے سامنے سابقہ کے سے حالات تھے، بدیں وجہ قدم نہ بڑھ سکا، آخرامسال اللہ نے توفیق حج دی، موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے اپنے ساتھ یہ اوراق بھی لیتا آیا، مکہ معظمہ میں فرصت نہ مل سکی، مدینہ طیبہ میں حضور سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ عاطفت میں الحمد اللہ اس کو کرلیا، اس سلسلہ میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی کتاب نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب سے بھی مدد لی گئی، اب یہ خوف دامن گیر تھا کہ اپنی نااہلی کے باوجود کتاب تو مکمل کرلی، لیکن اگر اس میں کچھ غلطیاں رہ گئیں تو لینے کے دینے پڑجائیں گے، اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی، مکہ معظمہ میں حضرت مولانا غلام حبیب صاحب نقشبندی سے ملاقات ہوچکی تھی نظریں ادھر گئیں اور ان سے نظرثانی کی درخواست کی جنھوں نے بکمال مہربانی منظور فرمائی۔ اس طرح حضور سرور کائنات کے زیر سایہ اللہ کی مدد سے یہ کتاب مکمل ہوئی، صرف حضور کا ہی فیض اور رحمت سمجھتا ہوں اور اس کا ثواب انہی کی روح پاک کو پہنچاتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عزوشرف　　　　محمد رفیع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن مجید

الحمد للہ کہ تم نے قرآن مجید پڑھنا شروع کیا ہے، قرآن مجید کیا ہے؟ یہ اللہ کا کلام ہے یا یوں سمجھ لو کہ یہ اللہ کی باتیں ہیں جو اس نے اپنے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت جبرئیلؑ کے ذریعہ سے بھیجیں تا کہ ہم کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کون ہے؟

دنیا میں کون کون سی باتیں کرنے کی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور کون سی باتیں چھوڑنے کی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے مرنے کے بعد ہم کو قیامت کے روز دوبارہ زندہ کیا جائے گا تا کہ جس نے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اچھے کام کئے ہوں اس کے بدلے اس کو جنت ملے اور وہ وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہے اور جو اس کا جی چاہے وہ اس کو ملے۔ اور جس نے ایسے کام کئے جن کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کرنے سے منع کیا ہے اسے اس کی سزا دوزخ میں بھگتنا پڑے گی، جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا ہے اسے اس کو معاف نہیں کیا جائے گا، اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ رحم کرنے والا ہے جس کو چاہے بخش دے۔

اُمتیں

دنیا میں جو لوگ پہلے آئے تھے انھوں نے اللہ تعالیٰ کا اور اس کے

رسولوں کا کہنا نہیں مانا، ان کا انجام دنیا میں بھی خراب ہوا اور مرنے کے بعد بھی دوزخ میں جائیں گے، اور وہ لوگ جنھوں نے اچھے کام کیئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا کہنا مانا وہ اس دنیا میں بھی کامیاب ہوئے اور مرنے کے بعد بھی ان کو جنت ملے گی۔

اللہ تعالیٰ

قرآن مجید کا مقصد معلوم ہونے کے بعد تمہارے دل میں یہ خیال آتا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کون ہے؟ سنو، اس کی ذات کا سمجھنا تو عقل کا کام نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق قرآن میں فرمایا ہے:

اللہ تعالیٰ ایک ہے اور وہی عبادت کے قابل ہے، اس کی ذات میں اور اس کے کاموں میں کوئی شریک نہیں، نہ اس کی کوئی اولاد ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے، وہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اس کو نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ، آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے سب اسی نے پیدا کیا ہے بغیر اس کی مرضی کے کوئی اس کے سامنے کسی کی سفارش بھی نہیں کرسکتا ہے، جو کچھ ہونے والا ہے اور جو کچھ ہو چکا ہے سب اس کو معلوم ہے آسمانوں اور زمین میں کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کے علم میں نہ ہو، وہ اس کا انتظام کرنے سے تھکتا نہیں، آسمانوں اور زمین میں جو چیز ہے وہ اس کی تعریف اور پاکی بیان کرتی ہے۔

وہی پیدا کرتا ہے وہی موت دیتا ہے، وہی موت کے بعد قیامت کے دن پھر زندہ کرے گا، اللہ سب کچھ کرسکتا ہے، اس کی مرضی کے بغیر کوئی نہیں کرسکتا، جہاں کہیں ہم ہوتے ہیں وہ ہمارے ساتھ ہوتا ہے وہ ہمارے دلوں کی بات بھی جانتا ہے وہی سب کو رزق دیتا ہے جس کو چاہے تھوڑا جسے چاہے بے حساب۔

اس کے اختیار میں ہے جسے چاہے سلطنت دے جس کی چاہے سلطنت چھین لے، جسے چاہے عزت دے، جسے چاہے ذلت، دین ودنیا کی سب بھلائیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں، وہی اولاد دیتا ہے، جسے چاہے بیٹے دے اور جسے چاہے بیٹیاں، جسے چاہے دونوں اور جسے چاہے کچھ نہ دے۔

وہ کسی کو بھلائی دینا چاہے تو کوئی اس کو بدل نہیں سکتا اور جو تکلیف کا مستحق ہوتا ہے اُسے بدلنے والا بھی کوئی نہیں۔

اسی نے آسمان، سورج، چاند، تارے، زمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے سب کو ہماری خدمت پر لگادیا ہے، اسی نے ہماری اچھی اچھی صورتیں بنادیں، اس نے ہم کو اسلئے پیدا کیا کہ اس کی عبادت اور فرماں برداری کریں، اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا آخری نبی بنا کر بھیجا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا آخری کلام قرآن مجید نازل فرمایا۔ کہ میں اس کی حفاظت کروں گا۔

ہم کو بتایا ہے کہ ہم خود بھی قرآن مجید پڑھتے رہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی سمجھاتے رہیں۔

فرشتے

یہ اللہ میاں کی بہت بڑی مخلوق ہے اور بہت طاقتور بھی ہے۔ ان کی شکل وصورت کیسی ہے یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے، فرشتے اتنے زیادہ ہیں کہ ہم ان کی گنتی بھی نہیں کر سکتے، یہ فرشتے کچھ کھاتے پیتے بھی نہیں، کیونکہ اللہ تعالی نے ان کو ایسا ہی بنایا ہے، یہ صرف اللہ تعالی کی عبادت ہی کرتے رہتے ہیں، لاکھوں فرشتے اس طرح عبادت کرتے رہتے ہیں جس طرح نماز میں کھڑے رہتے ہیں اور قیامت تک اسی طرح کھڑے کھڑے اللہ تعالی کی تعریف بیان کرتے رہیں

گے۔ اسی طرح رکوع اور سجدے میں لاکھوں تعریفیں کرتے رہتے ہیں۔ اللہ میاں فرشتوں کے ذریعہ دنیا کے مختلف کام لیتے رہتے ہیں۔ ان کے سب سے بڑے اور مشہور فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی یعنی اللہ کا پیغام لے کر آیا کرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ کا بندہ اکیلا یا جمع ہو کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں تو اللہ کے فرشتے بھی ان کے گرد جمع ہو جایا کرتے ہیں اور ان کی مغفرت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔

شیطان

اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی مخلوق میں جن بھی ہیں، جو ہم کو دکھائی نہیں دیتے، مگر جن ہم کو دیکھ سکتے ہیں، یہ بہت طاقتور ہوتے ہیں اور جہاں چاہیں تھوڑی سی دیر میں جاسکتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کو مٹی سے اور جنوں کو آگ سے پیدا کیا ہے، یہ جنگلوں اور پہاڑوں میں رہتے ہیں۔

جنوں میں سب سے بڑا جن شیطان ہے، اس کا نام ابلیس ہے یہ پہلے آسمان میں رہتا تھا، اور اللہ میاں کی بہت عبادت کرتا تھا۔ اللہ میاں نے جب حضرت آدم علیہ السلام یعنی انسانوں کے سب سے بڑے باپ کو بنایا تو فرشتوں اور ابلیس کو کہا کہ ان کو سجدہ کرو سب فرشتوں نے اللہ کا حکم مانا، اور انسان کو سجدہ کیا، لیکن شیطان نے سجدہ نہ کیا، اللہ میاں نے فرمایا کہ جب میں نے تجھ کو حکم دیا تو کس وجہ سے تو نے سجدہ نہ کیا، شیطان نے کہا میں اس سے اچھا ہوں مجھ کو آپ نے آگ سے بنایا ہے اور اسے مٹی سے بنایا ہے، اللہ نے فرمایا تو بہشت سے اتر جا تو اس قابل نہیں کہ یہاں غرور کرے، تو ذلیل ہے، شیطان نے کہا کہ مجھے قیامت تک کے لئے مہلت دیجئے، اللہ نے فرمایا کہ جا مہلت دی جاتی ہے، شیطان نے

پھر کہا۔ مجھے تو آپ نے ملعون کیا ہے، میں بھی ان کو سیدھے راستے سے بہکاؤں گا ان کے آگے سے اور پیچھے سے، ان کے دائیں سے اور بائیں سے آؤں گا، اور ان میں سے اکثر آپ کا شکر ادا نہ کریں گے، اللہ میاں نے فرمایا نکل جا یہاں سے ذلیل مردود، جو لوگ ان میں سے تیرا کہنا مانیں گے ان سب کو اور تجھ کو جہنم میں بھر دوں گا، اس وقت سے شیطان ہم سب کا دشمن ہے اور چاہتا ہے کہ ہم اللہ کی عبادت نہ کریں، دنیا میں رہ کر اچھے کام نہ کریں، نمازیں نہ پڑھیں، ماں باپ کا کہنا نہ مانیں، جھوٹ بولیں، چوری کریں، کمزوروں کو ستائیں اور پریشان کریں، کسی کی مدد نہ کریں، تاکہ اللہ میاں سے جو بات اس نے کہی ہے وہ اس کو پورا کر دکھائے، اگر شیطان کے کہنے میں آگئے تو اللہ میاں نے بھی شیطان سے جو وعدہ کیا ہے وہ اس کو پورا کریں گے یعنی شیطان کو اور جو اس کا کہنا مانیں گے سب کو جہنم میں بھر دیں گے۔ اللہ ہم سب کو جہنم سے بچائے۔ آمین

قرآن مجید میں اللہ میاں نے کہا ہے کہ اللہ مسلمانوں کا دوست اور مددگار ہے ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے اور جو اللہ کا کہنا نہیں مانتے، اور شیطان کے دوست ہیں ان کو وہ روشنی سے اندھیروں میں لے جاتا ہے، ایسے لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے، تم اللہ میاں کے دوست بنو گے یا شیطان کے؟

حضرت آدم علیہ السلام

حضرت آدم علیہ السلام سب سے پہلے انسان ہیں جن کو اللہ میاں نے دنیا میں بھیجا، اور سب سے پہلے نبی ٔ پ ہیں، آپ ہی کی اولاد ساری دنیا میں پھیلی، آپ کا ذکر قرآن پاک میں انیس ر آیا ہے جب اللہ تعالیٰ نے دنیا کو آباد

کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے فرشتوں سے کہا میں دنیا میں اپنا ایک نائب، خلیفہ بنانا چاہتا ہوں، فرشتوں نے کہا اے اللہ تو دنیا میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو خرابیاں کرے اور خون کرتا پھرے، ہم تیری تعریف کرنے کے ساتھ تیری تسبیح اور پاکی بیان کرتے رہتے ہیں۔ اللہ میاں نے فرمایا میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے، اللہ میاں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کے نام سکھا دیئے، پھر ان کو فرشتوں کے سامنے کیا، اور فرمایا: اگر تم سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ۔ انھوں نے کہا کہ تو پاک ہے جتنا علم تو نے ہم کو بخشا ہے اس کے سوا ہم کو کچھ نہیں معلوم، پھر اللہ میاں نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تم آدمؑ کو سجدہ کرو، تو وہ سب سجدے میں گر پڑے، مگر شیطان نے سجدہ نہیں کیا اس کا ذکر پہلے بھی آیا ہے، اللہ میاں نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا کہ تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو، اور جہاں سے چاہو کھاؤ پیو، مگر ایک خاص درخت کے متعلق حضرت آدم علیہ السلام کو منع کر دیا کہ اس کے قریب بھی نہ جانا ورنہ تم بھی ظالموں میں سے ہو جاؤ گے، اس طرح اللہ میاں نے حضرت آدم علیہ السلام کا امتحان لیا کہ دیکھیں یہ ہمارا کہنا مانتے ہیں یا بھول جاتے ہیں، اور شیطان کے بہکائے میں آجاتے ہیں۔

شیطان جو پہلے ہی حضرت آدمؑ سے ناراض تھا کہ ان کی وجہ سے وہ خدا تعالیٰ کے دربار سے نکلا اور خدا تعالیٰ کی لعنت اس پر ہوئی اور اس نے قسم کھائی تھی کہ میں حضرت آدم اور اس کی اولاد کو قیامت تک بہکاتا رہوں گا، کہ اللہ میاں کا کہنا نہ مانے اور خوب برائیاں پھیلائے، وہ حضرت آدم اور ان کی بیوی حضرت حوا علیہا السلام کو برابر بہکاتا رہا کہ اس درخت کا پھل تم ضرور کھاؤ اس کے کھانے سے تم فرشتہ بن جاؤ گے، جنت میں سے کبھی نہ نکلو گے، آخر ایک دن حضرت آدم علیہ السلام اور انکی بیوی حضرت حوا بھول سے شیطان کے بہکائے میں آ گئے، اور

درخت کا پھل کھالیا، پھل کھاتے ہی دونوں ننگے ہوگئے۔ اور جنت کا لباس ان کے بدن سے غائب ہوگیا، اور وہ جنت کے پتوں سے اپنے بدن کو چھپانے لگے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا کہ تم نے کہہ یا تھا کہ اس درخت کے پاس بھی نہ جانا، اور شیطان کے کہنے میں نہ آنا، وہ تمہارا دشمن ہے تم اس کے کہنے میں آگئے، اب تم اور حوا جنت سے چلے جاؤ اور دنیا میں جا کر رہو۔

حضرت آدمؑ کو جنت سے نکلنے اور شیطان کے بہکائے میں آنے کا بہت رنج ہوا اور بہت عرصہ تک اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہے اور روتے رہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف کردے، آخر اللہ میاں کو رحم آیا اور حضرت آدمؑ کو یہ دعا سکھائی کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا، اور تو ہم پر رحم نہیں کریگا تو ہم بڑا نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ تو حضرت آدمؑ نے یہ دعا بہت گڑگڑا کر مانگی، اور اللہ میاں تو بہت رحم کرنے والے ہیں، جب کوئی بندہ گناہ کرلیتا ہے اور سچے دل سے توبہ کرلیتا ہے کہ اے اللہ یہ گناہ تو مجھ سے غلطی سے ہوگیا آئندہ ایسا نہ کروں گا، تو وہ معاف کردیتے ہیں چناں چہ حضرت آدم علیہ السلام کو بھی اللہ میاں نے معاف کردیا۔ اور پھر کہا کہ تم اور تمہاری اولاد دنیا میں رہو اور یہ بات یاد رکھوں کہ جب میری طرف سے کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری ہدایت لے کر تمہارے پاس آئے تو تم اس کا کہنا ماننا جو میرے بھیجے ہوئے نبیوں کا کہنا مانے گا اس کو پھر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ غم ہوگا اور جو لوگ میرے نبیوں کی بات کو نہیں مانیں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے وہ دوزخ میں جائیں گے، اور ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔

اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام دنیا میں رہنے سہنے لگے، خوب جی لگا کر اللہ کی عبادت کرتے ان کی بہت اولاد ہوئی اور

دنیا میں سب جگہ آباد ہوتی رہی۔ حضرت آدم علیہ السلام اپنی اولاد کو یہی بات بتاتے رہے کہ تم کبھی شیطان کے بہکائے میں نہ آنا، وہ ہمارا دشمن ہے اور ہم کو بری باتیں کرنے کے لئے بہکاتا رہتا ہے، ہمیشہ اللہ کی عبادت کرنا، سچ بولنا، کسی پر ظلم نہ کرنا، ایک دوسرے کی نیک کاموں میں مدد کرتے رہنا، آخر کار حضرت آدم علیہ السلام نوسو سال زندہ رہ کر وفات پا گئے۔

قابیل وہابیل

قرآن مجید میں حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں قابیل وہابیل کا قصہ ہے۔ اور ہم تم کو سناتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام سے بہت اولاد ہوئی، انھیں میں دو بچے قابیل وہابیل تھے۔ قابیل بڑا لڑکا تھا، لیکن یہ ماں باپ کا کہنا نہیں مانتا تھا، ہابیل چھوٹا بھائی تھا جو ماں باپ کا کہنا مانتا تھا۔ اقلیما ایک لڑکی تھی جس سے قابیل شادی کرنا چاہتا تھا، مگر حضرت آدم علیہ السلام وحوا علیہا السلام اس کی شادی اپنے چھوٹے بیٹے ہابیل سے کرنا چاہتے تھے، جو نیک اور شریف تھا، اس لئے قابیل اپنے ماں باپ اور بھائی کا دشمن ہوگیا، اللہ میاں نے حکم دیا کہ تم دونوں قربانی کر کے پہاڑ پر رکھ آؤ۔ جس کی قربانی قبول ہوگی اس سے اقلیما کی شادی کی جائے گی، اللہ میاں کو اپنے نیک بندے پسند ہوتے ہیں اور وہ ان کی مدد کرتا ہے، آسمان سے ایک آگ آئی اور ہابیل کی قربانی کو لے گئی، یعنی ہابیل کی قربانی قبول ہوگئی، اب اس کے بھائی قابیل کو بہت غصہ آیا، اس نے ہابیل سے کہا کہ میں تجھ کو قتل کر دوں گا۔

ہابیل نے کہا: اللہ نیک بندوں کی قربانی قبول کرتا ہے۔ اگر تم مجھ سے لڑوگے تو میں تم پر ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا، آخر ایک دن قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا۔

دنیا میں یہ پہلا قتل تھا جو قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کا کیا، قتل کرنے کے بعد قابیل کو فکر ہوئی کہ ہابیل کی لاش کا کیا کرے کس طرح چھپائے، اس نے دیکھا کہ ایک کوا چونچ سے زمین کھود کر ایک دوسرے مرے ہوئے کوے کو دفن کر رہا ہے، تب اس نے بھی اپنے بھائی ہابیل کو زمین کھود کر دفن کر دیا اور خود جا کر آگ کی پوجا کرنے لگا، حضرت آدم علیہ السلام وحوا علیہا السلام کو بہت رنج ہوا۔

قابیل وہابیل دونوں بھائیوں کے جھگڑے سے ہم کو سبق لینا چاہئے، ہمارا حقیقی بھائی یا مسلمان بھائی اگر ہم پر زیادتی کرے تو بہتر یہ ہے کہ ہم صبر کریں، اور اپنے بھائی پر ہاتھ نہ اٹھائیں قابیل نے اپنے بھائی کو قتل کیا، قیامت تک لوگ اس پر لعنت کرتے رہیں گے اور آخرت میں اللہ کے عذاب کا مستحق ہوا، اور ہابیل کو قیامت تک لوگ اچھا کہتے رہیں گے، اور جنت کا وارث ہوا۔

حضرت نوح علیہ السّلام

حضرت نوح علیہ السلام کا تذکرہ قرآن مجید میں بیالیس جگہ آیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد دنیا میں خوب بڑھی آہستہ آہستہ یہ خدا کو بھولتے گئے جس نے اسے پیدا کیا تھا، اور جو ان کا پالنے والا ہے، اور شیطان کے بہکائے میں آنے لگے جس نے حضرت آدم کو جنت سے نکلوادیا تھا، شیطان کے بہکائے میں آکر یہ لوگ بتوں اور آگ، سورج وغیرہ کو پوجنے لگے، اور ایک خدا کے بجائے مٹی اور پتھر کے بہت سے خدا بنا لئے، اپنے ہاتھ سے اپنا خدا بناتے اور پھر ان سے مانگتے، حالانکہ یہ مٹی اور پتھر کے خدا اپنے لئے کچھ نہ کر سکتے تھے، ان کے لئے کیا کرتے، اللہ میاں نے جو اپنے بندوں سے بڑی محبت رکھتا ہے اس کو یہ کبھی گوارا نہیں کہ اس کے بندے شیطان کے بہکائے میں آکر اللہ

کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنے لگیں اور اس کی سزا ئیں مرنے کے بعد دوزخ میں جلیں، اللہ پاک نے حضرت نوح علیہ السلام کو اپنا نبی بنا کر بھیجا، اس زمانہ میں لوگوں کی عمریں بہت بڑی بڑی ہوتی تھیں، حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نوسو سال تک اپنی قوم میں وعظ کرتے رہے کہ اے لوگو! صرف ایک اللہ کی عبادت کرو، اور میرا کہا مانو، وہ تمہارے گناہ بخش دیگا، لیکن لوگوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی باتوں کو نہ مانا اور اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور کپڑے اوڑھ لئے تا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی آواز کانوں تک نہ پہونچے، حضرت نوح علیہ السلام ہمت نہ ہارے وہ برابر سمجھاتے رہے اور کہتے رہے۔

اے لوگو! اللہ سے معافی مانگو، وہ بڑا معاف کرنے والا ہے، وہ تم پر آسمان سے بارش برسائے گا تا کہ تم خوب اناج پیدا کرسکو، اور اس کے ذریعہ سے بڑے بڑے باغ پیدا کردے گا، ان میں نہریں پیدا کردے گا، تمھیں مال ودولت دے گا اور بیٹے دے گا، تمھیں کیا ہوگیا ہے کہ تم خدا کو نہیں مانتے، حالانکہ اس نے آسمان بنائے چاند اور سورج بنائے اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا اور پھر اسی مٹی میں ایک دن تم مل جاؤ گے، اور پھر قیامت کے دن اسی مٹی سے تم کو دوبارہ زندہ کردے گا لیکن لوگوں نے اپنے بتوں کو نہیں چھوڑا، اور حضرت نوح علیہ السلام سے کہنے لگے کہ ہم اپنے بتوں کو ہرگز نہ چھوڑیں گے، اور ہم تو تم کو اپنے جیسا آدمی ہی دیکھتے ہیں اور تمہارا کہنا بھی صرف چند غریب لوگوں نے مانا اور ہم تو تم کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے کہا کہ اے میری قوم میں تم کو جو نصیحت کرتا ہوں اس کے بدلے میں تم سے کوئی مال ودولت نہیں چاہتا اور جو غریب آدمی مسلمان ہوئے ہیں، اور اللہ پر ایمان لائے ہیں ان کو میں اپنے پاس سے

تمہارے کہنے سے نکالوں گا نہیں، اگر میں ان کو اپنے پاس سے نکال دوں تو خدا کے عذاب سے مجھے کون بچائے گا۔ اگر میں ایسا کروں گا تو بہت ناانصاف ہو جاؤں گا، ان کی قوم کے لوگوں نے کہا اے نوح علیہ السلام تم نے ہم سے جھگڑا بہت کرلیا، اگر تم سچے ہو تو جس عذاب سے تم ہم کو ڈراتے ہو وہ لے آؤ، حضرت نوح علیہ السلام نے کہا کہ جب اللہ پاک چاہیں گے عذاب لے آئیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو وحی کے ذریعہ سے حکم بھیجا کہ تمہاری قوم میں جو لوگ ایمان لا چکے ہیں، ان کے علاوہ اور کوئی ایمان نہیں لائے گا، تم غم نہ کرو، ایک کشتی بناؤ، حضرت نوح علیہ السلام نے خدا کے حکم کے مطابق کشتی بنانی شروع کی تو جب ان کی قوم کے سرداران کے پاس سے گزرتے تو ان کو کشتی بناتے ہوئے دیکھتے تو ان کا مذاق اڑاتے، حضرت نوح علیہ السلام ان کے مذاق کے جواب میں کہتے کہ آج مذاق کرلو کل جب تمہارے اوپر عذاب آئے گا تو اس وقت ہم تمہارا مذاق اڑائیں گے، آخر اللہ تعالیٰ کا عذاب اس کے وعدے کے مطابق آیا، زمین سے پانی نکلنا شروع ہوا، اور آسمان سے بارش آنی شروع ہوئی، اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ سب جانوروں کا ایک ایک جوڑا کشتی میں سوار کرلو، اور جو لوگ تمہارے اوپر ایمان لائے ہیں یعنی مسلمان ہوگئے ہیں ان کو سوار کرلو، حضرت نوح علیہ السلام نے اس کشتی میں سوار ہونے والوں سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس کشتی میں سوار ہو جاؤ کہ اس کا چلنا اور ٹھہرنا اسی کے ہاتھ میں ہے، اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

کشتی ان سب کو لے کر لہروں میں چلنے لگی تو اس وقت حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا، اے بیٹا ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ، اور کافروں کے ساتھ مت ہو، اس نے کہا میں کسی پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا، اور وہ پانی سے بچا لے گا۔

حضرت نوح علیہ السلام نے کہا آج خدا کے عذاب سے سوائے خدا کے کوئی بچانے والا نہیں، اتنے میں دونوں کے درمیان ایک پانی کی لہر اٹھی اور وہ ڈوب گیا۔ پھر خدا تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ اپنا پانی نگل جا، اور آسمان کو بھی حکم دیا کہ پانی برسانا بند کردے یہاں تک کہ پانی خشک ہوگیا اور تمام کافر دنیا میں ختم کردیئے گئے، حضرت نوحؑ کی کشتی کوہ جودی پر ٹھہری، حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے عرض کیا اے میرے رب میرا بیٹا بھی میرے گھر والوں میں سے ہے، اور آپ کا وعدہ سچا ہے، یعنی حضرت نوح علیہ السلام کا مطلب تھا کہ اے اللہ تعالیٰ آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ تیرے گھر والوں کو اس طوفان سے بچا لوں گا، پھر میرا بیٹا کیوں ڈوبا۔

تو خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نوح تیری بیٹا تیرے گھر والوں میں سے نہیں تھا، کیونکہ اس کے عمل اچھے نہیں تھے، میں تجھ کو نصیحت کرتا ہوں کہ ایسی بات نہ کر جو تیرے علم میں نہیں (اس لئے کہ کنعان اللہ کے علم ازلی میں کافر تھا، اور یہ بات نوح علیہ السلام کے علم میں نہ تھی) حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ پاک سے توبہ کی اور اپنے کہنے کی معافی چاہی، اللہ پاک نے ان کو معاف کردیا اور حکم دیا کہ اے نوح ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ اتر۔

اس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کی امت سے دنیا بسی اور آہستہ آہستہ ان کے بال بچے آباد ہوتے گئے، یہ سب لوگ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہے، زمانہ گزرتا گیا اور آہستہ آہستہ شیطان نے پھر بہکانا شروع کیا تو یہ لوگ خداوند تعالیٰ کو بھولنے لگے۔

حضرت نوح علیہ السلام جو اللہ تعالیٰ کے اتنے بڑے پیغمبر تھے، اپنے بیٹے کو اسکے برے کاموں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہ بچا سکے، اس طرح

اگر ہمارے ماں باپ اللہ کے کتنے ہی ولی کیوں نہ ہوں اگر ہمارے عمل اچھے نہ ہوں تو وہ ہم کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہ بچاسکیں گے۔ ہم کو اپنے بزرگوں کے نیک عمل کا سہارا نہیں لینا چاہئے۔ بلکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے کاموں پر عمل کرکے نیک بننا چاہئے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کہا ہے کہ اگر تم ایک ذرہ برابر بھی نیکی کروگے تو اس کا بدلہ ہم تم کو دیں گے اور اگر ایک ذرہ برابر بھی برا عمل کروگے تو وہ بھی تمہارے سامنے آجائیگا۔

حضرت ہود علیہ السلام

حضرت ہود علیہ السلام کا ذکر قرآن شریف میں بار بار آتا ہے سورۂ اعراف، سورۂ ہود، سورۂ حشر وغیرہ میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد مدتوں تک دنیا میں بسی اور آہستہ آہستہ پھر خدا تعالیٰ کو بھول گئی، شیطان نے پھر ان کو بہکا کر بتوں کی پوجا پر لگادیا، خداوند تعالیٰ جو اپنے بندوں پر بڑا رحم کرنے والا ہے، اس نے پھر حضرت ہود علیہ السلام کو اپنا پیغمبر بنا کر ان لوگوں کے پاس بھیجا، اور انھوں نے اپنی قوم سے جو عاد کہلاتی تھی کہا کہ تم خدا ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں تم سے اس وعظ و نصیحت کے بدلے کوئی مزدوری یا اجرت نہیں مانگتا، مجھے اس کا بدلہ تو وہ دے گا، جس نے مجھے پیدا کیا ہے، اور اے میری قوم تم اپنے رب سے بخشش مانگو اور اس سے توبہ کرو، وہ تمہارے لئے مینہ برسائیگا جس سے تمہارے کھیت اور باغات اچھے ہوں گے اور تمہاری طاقت بہت بڑھادے گا۔

وہ بولے کہ اے ہود ہم تمہارے کہنے سے اپنے بتوں کو نہیں چھوڑ سکتے، تم کوئی نشانی دکھاؤ، ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بتوں میں سے کسی نے تم پر آسیب

کردیا ہے، اور تم دیوانے ہو گئے ہو۔

حضرت ہود علیہ السلام نے کہا کہ تم سب مل کر میرے لئے جو تدبیر کرنی چاہو کرلو، اور مجھے مہلت بھی نہ دو، میں خدا پر بھروسہ رکھتا ہوں، جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے، میرے ہاتھ اللہ تعالی نے تمھیں جو پیغام بھیجا تھا وہ میں نے تمھیں پہونچادیا، اگر تم میرا کہنا نہ مانوگے تو اللہ پاک تمہای جگہ اور لوگوں کو بسادے گا اور تم خداوند تعالی کا کچھ نقصان نہیں کرسکتے، اس پر ان کی قوم نے کہا کہ روز تو ہمیں خدا کے عذاب سے ڈراتا ہے، جا اپنے خدا سے کہہ کہ ہم پر عذاب نازل کردے اور اس میں ہرگز دیر نہ کرے۔ حضرت ہود علیہ السلام پر جو ایمان لائے تھے وہ غریب اور کمزور تھے، اور جو کافر تھے وہ مالدار اور سردار تھے، ان سب نے حضرت ہود علیہ السلام کا مذاق اڑایا، آسمان پر ایک بادل نمودار ہوا جسے دیکھ کر یہ سمجھے کہ بارش ہونے والی ہے، حضرت ہود علیہ السلام کو اللہ تعالی نے بتادیا تھا کہ یہ عذاب ہے چناں چہ وہ ایمان دار لوگوں کو لے کر بستی سے باہر چلے گئے۔ اس بادل کے بعد آندھی آئی جو آٹھ دن اور سات رات تک متواتر چلتی رہی یہاں تک کہ سب کافر مرگئے اور نیست ونابود ہوگئے، اور اس طرح ایک بار پھر اللہ تعالی کی زمین کافروں اور مشرکوں سے خالی ہوگئی۔

حضرت صالح علیہ السلام

حضرت ہود علیہ السلام کی امت جو عاد کہلاتی تھی وہ اللہ تعالی کے عذاب سے ہلاک ہوگئی، اور اس میں کے باقی بچے ہوئے لوگ پھر آباد ہوئے ان کی اولاد بڑھتی گئی انھوں نے اپنا نام ثمود رکھا، یہ لوگ بھی آہستہ آہستہ بت

پرستی کرنے لگے اور برے کاموں میں پڑ گئے تو اللہ میاں نے ان کے پاس حضرت صالح علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا، انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالی نے قوم ہود کے بعد تم کو سردار بنایا اور زمین پر آباد کیا۔ تم زمین میں بڑے بڑے محل بناتے ہو اور پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر اس پر بھی گھر تراشتے ہو، تم اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو اور زمین میں فساد مت پھیلاؤ۔

ان کی قوم کے امیر اور سردار لوگ جو غرور کرتے تھے انھوں نے ان غریبوں سے پوچھا جو حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے کہ بھلا تم کو یقین ہے کہ صالح کو اللہ نے نبی بنا کر بھیجا ہے۔ ان غریب ایمان والوں نے کہا کہ ہاں ہم کو یقین ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اس پر مغرور امیر کہنے لگے کہ اچھا تم ایمان لاؤ ہم تو ایمان نہیں لاتے، ان امیر لوگوں کو یہ تعجب ہوا کہ اگر اللہ پاک کسی کو نبی بنا کر بھیجتے تو ہم امیروں میں سے کسی کو نبی بناتے۔

حضرت صالح علیہ السلام برابر اللہ تعالیٰ کا پیغام ان کو پہنچاتے رہے مگر کوئی ان کی نہ سنتا بلکہ الٹا مذاق اڑاتے، بلکہ آخر میں ان لوگوں نے فیصلہ کر لیا کہ حضرت صالح علیہ السلام سے کہا جائے کہ اگر سچے نبی ہیں تو اس پہاڑ میں سے اونٹنی پیدا کر دیں، ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے، اور جانیں گے کہ آپ سچے نبی ہیں، حضرت صالح علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی، اللہ میاں تو سب کچھ کر سکتے ہیں، اللہ تعالی نے حضرت صالح علیہ السلام کی دعا قبول کی اور ایک پہاڑی سے اونٹنی کو پیدا کر دیا، لیکن ان کی قوم یہ سچائی دیکھنے کے بعد پھر بھی ایمان نہ لائی۔ یہ اللہ کی اونٹنی ایسی تھی کہ جس چشمے پر جا کر پانی پیتی تھی سب پانی ختم کر دیتی تھی، اب تو ان کی قوم کے لوگ اور بھی پریشان ہوئے، حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم

سے کہا کہ دیکھو اس اونٹنی کے لئے باری مقرر کر لو، ایک روز تمہارے جانور چشمے سے پانی پئیں اور ایک روز یہ اونٹنی پئے، لیکن دیکھو اس کو بری نیت سے ہاتھ نہ لگانا، یعنی اس کو تکلیف نہ پہنچانا ورنہ تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا۔

کچھ روز تک تو وہ اونٹنی کو حیرت سے دیکھتے رہے ان کی قوم کے چند لوگوں نے مشورہ کر کے اونٹنی کو مار ڈالا۔

حضرت صالح علیہ السلام کو اس کی خبر ہوئی، تو آپ کو بہت رنج ہوا اور انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ میں نے تم کو منع کیا تھا کہ اس اونٹنی کو تکلیف مت دینا ورنہ تم پر جلد اللہ کا عذاب آئے گا مگر تم نے نہ مانا، اب تم لوگ اپنے گھروں میں تین روز اور مزے کر لو اسکے بعد اللہ کا عذاب آئیگا جو تم سب کو ختم کر دیگا۔

چناں چہ ایسا ہی ہوا، اللہ تعالی نے حضرت صالح علیہ السلام اور ان لوگوں کو بچا لیا جو ایمان لے آئے تھے، لیکن جو لوگ ایمان نہیں لائے تھے ایک بڑی ہیبت ناک اور خوفناک آواز پیدا ہوتی جس سے وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے اور مر گئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کبھی یہ یہاں رہتے ہی نہ تھے۔

جو لوگ خدا کے حکم پر نہیں چلتے اور پیغمبروں کا کہنا نہیں مانتے ان کا یہی حال ہوتا ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو اپنے عذاب سے بچائے اور اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت نصیب کرے، آمین۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

آپ کا ذکر قرآن شریف میں ۸۶ جگہ آیا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت ہی بڑے نبی گذرے ہیں، دنیا میں جب بت پرستی کا زور ہو گیا، لوگ بتوں کو بناتے اور خود ان کی پوجا کرتے حضرت ابراہیمؑ کے والد بھی بت

بناتے تھے اور بتوں کو خدا سمجھتے تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ابھی بچے ہی تھے، وہ دیکھتے کہ میرے والد اور دوسرے لوگ خود ہی مٹی اور لکڑی سے بتوں کو بناتے ہیں اور پھران کو خدا سمجھنے لگتے ہیں، وہ حیران ہوئے کہ کس قدر بے وقوف ہیں، یہ سب لوگ کہ ان بے جان مورتیوں کو خدا سمجھ رہے ہیں۔

حضرت ابراہم علیہ السلام کا بتوں کو توڑنا

حضرت ابراہیم السلام ان لوگوں سے کہتے کہ تم لوگ کیوں ان بتوں کو پوجتے ہو، یہ تمہیں نہ کوئی نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان۔ مگر وہ جواب دیتے کہ جو ہمارے باپ دادا کرتے ہیں وہی ہم کررہے ہیں۔

ایک روز ان لوگوں کا شہر سے باہر کوئی بڑا میلہ ہوا یہ سب لوگ اس میلے میں شریک ہونے شہر سے چلے گئے، حضرت ابراہیمؑ اس میلے میں نہ گئے، ان کے پیچھے حضرت ابراہیم علیہ السلام ملک کے بڑے بت خانے میں گئے اور وہاں کے سب بتوں کو توڑ ڈالا سوائے ایک سب سے بڑے بت کے۔ اور کلہاڑی جس سے سب بتوں کو توڑا تھا وہ اس بڑے بت کے کاندھے پر رکھدی جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ سب اسی نے توڑے ہیں۔

لوگ جب واپس آئے اور انھوں نے بتوں کی یہ دُرگت دیکھی کہ کسی کا سر نہیں ہے تو کسی کا پیر نہیں تو بہت غصہ ہوئے کہ یہ حرکت کس نے کی ہے، سب نے شبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کیا کہ وہی بتوں کو برا کہتے تھے، اور میلے بھی نہیں گئے تھے آخر ان کو بلا کر پوچھا کہ یہ بت کس نے توڑے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ مجھ سے پوچھنے کے بجائے اپنے خداؤں سے کیوں نہیں پوچھتے

جن کی تم عبادت کرتے ہو، کہ ان کو کس نے توڑا ہے وہ خود بتا دیں گے۔

ان لوگوں نے جواب دیا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ بول نہیں سکتے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ پھر تم ایسے بیکار خداؤں کی پوجا کرتے ہو، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر کہا کہ دیکھو کلہاڑی بڑے بت کے کاندھے پر رکھی ہے، یہ کام اسی کا معلوم ہوتا ہے، اس سے پوچھو، یہ لوگ بہت ناراض ہوئے، اوران کے باپ آزر سے شکایت کی کہ تمہارا بیٹا ایسی حرکت کر رہا ہے اس کو سمجھالو ورنہ اچھا نہ ہوگا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو بھی سمجھایا، اور بت پرستی سے منع کیا، اور عرض کیا کہ اے باپ میں ڈرتا ہوں کہ تم پر خدا کا کوئی عذاب نازل نہ ہو، اس پر ان کے باپ بہت سخت ناراض ہوئے اور کہا کہ آئندہ تو نے مجھ سے کوئی ایسی بات کہی تو میں تجھے سنگسار کردوں گا، اور کہا کہ تو میرے پاس سے ہمیشہ کے لئے چلا جا، آپ نے باپ کو سلام کیا اور کہا کہ میں چلا جاتا ہوں لیکن تمہارے لئے مغفرت کی دعا کرتا رہوں گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آگ

پھر کیا ہوا، وہاں کے بادشاہ نمرود کو جو بہت ظالم اور بت پرست تھا، ان سب باتوں کا پتہ چلا کہ آزر کا بیٹا ابراہیم لوگوں کو بتوں کی پوجا سے منع کرتا ہے اور ایک خدا کی دعوت دیتا ہے تو اس نے ان کو اپنے دربار میں بلایا، اور آپ سے جھگڑنے لگا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا خدا تو وہی ہے جو مارتا بھی ہے اور جلاتا بھی ہے۔

نمرود نے کہا میں بھی مار سکتا ہوں اور جلا سکتا ہوں، چناں چہ اس نے ایک قیدی کو جس کو سزائے موت کا حکم ہو چکا آزاد کر دیا اور ایک بے گناہ کو پکڑ کر قتل کرا دیا اور کہا کہ اب بتاؤ کہ میرے اور تمہارے خدا کے درمیان کیا فرق ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میرا رب ہر روز سورج مشرق سے نکالتا ہے تم اسے مغرب سے نکالدو اس پر نمرود لاجواب ہو گیا اور حکم دیا کہ ابراہیم علیہ السلام کو زندہ جلا دیا جائے، چناں چہ بہت سی لکڑی اکٹھی کی گئیں اور ان میں آگ لگائی گئی جب آگ بہت بھڑک اٹھی اور اس کے شعلے آسمان کی خبر لانے لگے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس میں پھینک دیا گیا مگر وہ آگ خدا کے حکم سے ٹھنڈی ہو گئی، اور آپ کو آگ سے کوئی تکلیف نہیں پہونچی۔

اس طرح جو لوگ اللہ تعالیٰ کے کہنے پر چلتے ہیں، اللہ پاک ان کو ہر تکلیف سے بچا لیتے ہیں، اور ان کے لئے آسانیاں ہی آسانیاں ہو جاتی ہیں اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کا کہنا نہیں مانتے ان کے لئے اس دنیا میں مشکل ہی مشکل ہوتی ہے اور مرنے کے بعد تو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور زمزم

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے حکم سے حضرت ہاجرہ اور اپنے بچے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو جو ابھی پیدا ہوئے تھے ایک ایسی جگہ چھوڑ آئے جہاں دور دور تک آبادی نہ تھی اور نہ پانی تھا اور نہ کوئی درخت تھا، حضرت ہاجرہ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ایک پتھر کے سایہ میں لٹایا اور خود پانی کی تلاش میں اِدھر اُدھر دوڑیں لیکن پانی نہ ملا، خدا کی قدرت سے جہاں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ایڑیاں رگڑ رہے تھے وہاں پانی کا چشمہ پھوٹ نکلا، جو آج تک زمزم

کے نام سے مشہور ہے۔ اور حضرت ہاجرہ جہاں دوڑیں تھیں اسے صفا و مروہ کہتے ہیں جہاں جا کر حاجی اسی طرح دوڑتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور قربانی

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کچھ بڑے ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ کی طرف سے یہ حکم ہوا کہ اپنے بیٹے اسمٰعیل کو میری راہ میں قربان کردو، چناں چہ آپ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو یہ بات بتائی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا کہ ابا جان! اللہ تعالیٰ آپ کو جو حکم دے رہا ہے اس کو ضرور پورا کیجئے، آپ انشاء اللہ مجھے ثابت قدم پائیں گے۔

چناں چہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے لئے لیکر چلے اور جنگل میں لے جا کر ان کو الٹا لٹایا اور اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لی کہ کہیں بیٹے کی محبت اللہ کے حکم پورا کرنے سے نہ روکے اور گلے پر چھری چلا دی، اسی وقت آواز آئی کہ اے ابراہیم تو نے ہمارے حکم کو سچا کر دکھایا، اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آنکھوں سے پٹی کھولی تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بجائے ایک دنبہ ذبح کیا ہوا پڑا تھا اسی واقعہ کی یاد میں مسلمان ہر سال قربانیاں کرتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی زندگی سے ہم کو بہت سبق ملتے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہم کو سکھایا کی اللہ کی رضا کے لئے ماں باپ کو چھوڑا جا سکتا ہے، اپنے ملک اور برادری کو خیر باد کہا جا سکتا ہے، اپنے بچے اور بیوی کو جنگل میں بے سر و سامان چھوڑ کر ان سے بھی پیٹھ پھیری جا سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اگر کسی مسلمان کا امتحان لیتے ہیں اور اس میں وہ کامیاب ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو پھر اور زیادہ نعمتیں دیتے ہیں۔

خانۂ کعبہ

جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جوان ہوئے تو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیل نے ملکر خانہ کعبہ کو دوبارہ تعمیر کرنا شروع کیا۔ اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے میرے رب اس شہر کو لوگوں کے لئے امن کی جگہ بنادے، مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پوجا سے بچائے رکھ، اے ہمارے رب میں نے اپنی اولاد کو میدان میں جہاں کھیتی نہیں ہوتی تیرے عزت والے گھر کی خاطر آباد کیا ہے تاکہ اے میرے رب یہ نماز پڑھیں، تو لوگوں کے دلوں کو ایسا کردے کہ ان کی طرف جھکے رہیں، اور ان کو میوے دے کہ تیرا شکر ادا کریں۔

اے پروردگار جو بات ہم چھپاتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں تو ان سب کو جانتا ہے اور خدا سے زمین و آسمان میں کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے، اور میرے رب تو مجھ کو توفیق دے کہ میں تیری نماز پڑھتا رہوں اور میری اولاد بھی نماز پڑھتی رہے، اے میرے رب میری دعا قبول فرما، اے میرے رب حساب و کتاب یعنی قیامت کے دن مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور مؤمنوں کو بخش دے۔

یہ وہی خانہ کعبہ ہے جہاں ساری دنیا سے لاکھوں مسلمان ہر سال حج کرنے آتے ہیں اور جس کی طرف منہ کر کے ہم سب مسلمان پانچوں وقت کی نمازیں ادا کرتے ہیں۔

حضرت لوط علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے ہی میں ایک دوسری بستی میں اللہ

پاک نے حضرت لوط علیہ السلام کو اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا۔ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے لوگ بڑی بے شرمی کے کام کیا کرتے تھے، چوری، ڈاکہ زنی وغیرہ۔ حضرت لوط علیہ السلام نے بار بار سمجھایا کہ تم ایسی بے شرمی کے کام کیوں کرتے ہو، جو تم سے پہلے دنیا میں کسی نے نہیں کئے تم عورتوں کو چھوڑ کر لڑکوں سے بے شرمی کی بات کرتے ہو، ان کی قوم والوں کو اور کوئی جواب نہیں آیا تو کہنے لگے کہ لوط اور اس کے گھر والوں کو اپنے گاؤں سے نکال دو، یہ بہت پاک بنتے ہیں۔

حضرت لوط علیہ السلام نے پھر سمجھایا کہ دیکھو جو کچھ میں کہتا ہوں تمہاری ہی بھلائی کے لئے کہتا ہوں، میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ جو کچھ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں اس کے بدلے میں مجھ کو کوئی پیسہ یا مزدوری دو بلکہ اس کا بدلہ تو مجھ کو اللہ تعالیٰ دیں گے۔ حضرت لوط علیہ السلام کی نصیحت کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا اور کہنے لگے کہ جس عذاب سے تو ہم کو ڈراتا ہے اگر تو سچا ہے تو ایک دن اس عذاب کو ہم پر لے آ۔

پھر کیا ہوا، آخر خدا کا غضب جوش میں آگیا، اللہ نے فرشتوں کو خوبصورت لڑکوں کی شکل میں حضرت لوط علیہ السلام کے مکان پر بھیجا، حضرت لوط علیہ السلام نے جب لڑکوں کو دیکھا تو بہت غمگین ہوئے کہ یہ لڑکے میرے پاس مہمان آئے ہیں اور میری قوم کے لوگ ان کو پریشان کریں گے۔ کہنے لگے آج کا دن میری مشکل کا دن ہے، حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے لوگوں نے خوبصورت لڑکوں کو ان کے گھر پر دیکھا تو دوڑتے ہوئے آئے کیوں کہ یہ لوگ پہلے ہی سے برے کام کرتے تھے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اے میری قوم خدا سے ڈرو اور میرے مہمانوں کے بارے میں میری عزت خراب نہ کرو، تم میری لڑکیوں سے شادی کرلو، کیا تم میں کوئی بھی بھلا مانس نہیں

ہے۔ وہ بولے کہ تم کو معلوم ہے کہ تمہاری بیٹیوں کی ہم کو ضرورت نہیں ہے، جو کچھ ہم چاہتے ہیں وہ تم کو معلوم ہے، حضرت لوط علیہ السلام نے کہا کاش مجھ میں تمہارے مقابلہ کی طاقت ہوتی یا میں کسی مضبوط قلعہ میں ہوتا، فرشتے جو خوبصورت لڑکوں کی شکل میں آئے تھے انہوں نے حضرت لوط علیہ السلام کو اتنا غمگین دیکھا تو کہا: اے لوط (علیہ السلام) ہم تمہارے رب کی طرف سے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں، یہ لوگ آپ تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے، آپ رات کے اندھیرے میں اپنے گھر والوں کو لیکر اس بستی سے چل دیں، اور کوئی شخص پیچھے مڑ کر نہ دیکھے، مگر اپنی بیوی کو چھوڑ دینا کیوں کہ وہ کافرہ ہے، اور جو آفت اس بستی پر آنے والی ہے وہ اس پر بھی پڑے گی، اس بستی پر صبح کے قریب اللہ کا عذاب ہوگا۔

حضرت لوط علیہ السلام خدا کے حکم کے بموجب اپنی بیوی کو چھوڑ کر بقیہ اپنے گھر والوں کو لیکر رات کو اس بستی سے چل نکلے صبح کے قریب اللہ میاں کا عذاب آیا اور اس بستی پر پتھر اور کنکروں کی بارش شروع ہوئی، پھر اس بستی کو اٹھا کر الٹا کر دیا اور اسے نیچے اوپر کر دیا، اور وہ بستی جس کے لوگ لڑکوں سے بے شرمی کی باتیں کرتے تھے اور حضرت لوط کے منع کرنے سے نہیں مانتے تھے سب فنا ہو گئے۔

یہ تو تھی ان کی دنیا میں خرابی اور دوزخ کا عذاب اللہ تعالی کے ہاں جا کر ملے گا وہ علیحدہ۔

خدا تعالی ہم سب کو ایسی بے شرمی کی باتوں سے محفوظ رکھے کہ جس کی وجہ سے اس قدر سخت عذاب آیا کہ زمین کو بلند کر کے الٹا پلٹ دیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام

آپ حضرت ابراہیم کا قصہ سن چکے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے چھوٹے بیٹے تھے اور یعقوب علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے تھے اس طرح حضرت یوسف علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پڑپوتے ہوئے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے اور حضرت یوسف علیہ السلام سب سے چھوٹے تھے، بہت خوبصورت تھے، باپ ان کو بہت چاہتے تھے، حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستارے اور چاند اور سورج مجھے سجدہ کرر۔ہے ہیں، انہوں نے یہ خواب اپنے باپ کو بتایا، باپ نے حضرت یوسفؑ کو منع کر دیا کہ یہ خواب اپنے سوتیلے بھائیوں کو نہ بتائیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے سوتیلے بھائیوں نے مل کر مشورہ کیا کہ ہمارے ابا جان یوسف علیہ السلام کو بہت چاہتے ہیں اور ہم کو اتنا نہیں چاہتے، اس لئے یوسفؑ کو جان سے مار دیا جائے، لیکن ان میں سے ایک نے کہا کہ جان سے مت مارو بلکہ یوسف کو ایسے کنویں میں پھینک دو جس میں پانی نہ ہو سب نے مل کر یہ بات طے کر لی۔

یہ سب بھائی اپنے باپ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ یوسفؑ کو ہمارے ساتھ کھیلنے کے لئے بھیج دیں، ان کے باپ حضرت یعقوبؑ نے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم کھیل میں لگ جاؤ اور کوئی بھیڑیا جنگل میں اس کو کھا جائے بھائیوں نے کہا کہ ہم ایک طاقتور جماعت ہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔

آخر باپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں کے ساتھ بھیج دیا، بھائیوں نے ان کو ساتھ لے جا کر ایک اندھیرے کنویں میں پھینک دیا، اور رات کو روتے ہوئے گھر واپس آئے اور کہا کہ ابا جان ہم آپس میں دوڑ لگا رہے تھے اور یوسفؑ ہمارے سامان کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک بھیڑیا آیا اور اس

کو کھا گیا، ثبوت کے لے ایک کرتا خون لگا کر باپ کو دکھایا، بوڑھے باپ کیا کرتے، صبر کیا خاموش ہو گئے لیکن بیٹے کی جدائی میں روتے رہتے۔

جس کنویں میں حضرت یوسف علیہ السلام کو پھینکا تھا اس کے قریب ہی ایک قافلہ آیا اور انہوں نے پانی نکالنے کے لئے ڈول کنویں میں ڈالا، دیکھا کہ ایک خوبصورت لڑکا کنویں میں ہے، ان کو باہر نکال لیا اور جب قافلہ مصر پہنچا تو وہاں پر مصر کے بادشاہ نے ان قافلے والوں کو تھوڑی قیمت دے کر خرید لیا اور اپنی بیوی زلیخا سے کہا کہ اس کو پالو ہو سکتا ہے ہے کہ ہم اس کو اپنا بیٹا بنالیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام جوان ہو گئے، ان کی خوبصورتی وجاہت و عقل مندی اور بڑھ گئی، زلیخا عزیز مصر کی بیوی ان پر فریفتہ ہو گئی اور ان کو ان کے نفس کی جانب سے پھسلانے لگی، ایک روز اس نے کمرے کے سارے کے سارے دروازے بند کر دیئے، حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ حالت دیکھی تو خدا سے پناہ مانگی اور دروازے کی طرف بھاگے، زلیخا نے پیچھے سے آپ کی قمیص پکڑ لی جس سے قمیص پھٹ گئی۔

اس وقت عزیز مصر یعنی زلیخا کا شوہر بھی دروازے پر آگیا زلیخا نے الٹا الزام حضرت یوسف علیہ السلام پر لگایا اور اپنے خاوند سے کہا کہ یہ شخص تیری بیوی کی بے آبروئی کرنا چاہتا تھا جس کی سزا اسکو ملنی چاہیے، حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا میں بے گناہ ہوں بلکہ یہ عورت مجھ کو پھسلانے کی کوشش کر رہی تھی مگر خدا نے مجھ کو اس سے بچالیا، آخر یہ معاملہ قاضی کے پاس پیش ہوا، قاضی نے حضرت یوسفؑ سے صفائی کے لئے گواہ طلب کئے۔ حضرت یوسفؑ نے عزیز مصر کے خاندان کے ایک معصوم اور ننھے بچے کی طرف اشارہ کیا کہ یہ اس وقت موجود تھا، یہ سچی گواہی دے گا، ننھے بچے نے کہا کہ اگر قمیص آگے سے پھٹی ہوئی ہے تو

یوسف مجرم ہیں، اور اگر قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی ہے تو یوسف سچے ہیں اور زلیخا جھوٹی ہے، جب حضرت یوسف کا کرتا دیکھا گیا تو وہ پیچھے سے پھٹا تھا، عزیز مصر نے حضرت یوسف سے کہا کہ اس بات کو جانے دو اور زلیخا سے کہا کہ تو معافی مانگ، حقیقت میں تو ہی قصوروار ہے۔

عورتوں کی دعوت

اس واقعہ کی خبر سارے مصر میں پھیل گئی اور عورتیں آپس میں باتیں کرنے لگیں کہ زلیخا اپنے غلام کو چاہتی ہے، جب زلیخا کو اس کا علم ہوا تو اسے اپنی بدنامی کا خیال آیا، اس نے ترکیب سوچی وہ یہ کہ اس نے مصر کی عورتوں کی دعوت کی اور سب کے ہاتھوں میں ایک ایک چھری اور ایک ایک پھل دے دیا اور اسی وقت حضرت یوسف علیہ السلام کو وہاں لے آئی عورتوں نے جب حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال اور خوبصورتی کو دیکھا تو وہ سب اپنے ہوش میں نہ رہیں اور چھریوں سے بجائے پھلوں کے اپنے ہاتھوں کو کاٹ لیا اور کہنے لگیں واقعی یہ کوئی انسان نہیں فرشتہ ہے، زلیخا نے ان عورتوں سے کہا کہ یہ وہی شخص ہے کہ جس کے لئے تم مجھے ملامت کرتی ہو، میں حقیقت میں اس کو چاہتی ہوں، اگر اس نے میری محبت کو ٹھکرا دیا تو میں اس کو قید کرادوں گی۔

حضرت یوسفؑ جیل میں

حضرت یوسف علیہ السلام کو جب اس کا علم ہوا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ تو ہی مجھ کو بچا سکتا ہے، اگر میں ان عورتوں کے فریب میں آ گیا تو میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں گا، اس سے یہ بہتر ہے کہ مجھے قید خانہ

میں ڈال دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا قبول کی اور وہ جیل میں ڈال دیئے گئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام سے پہلے جیل میں دو قیدی اور بھی تھے۔ ایک شاہی باورچی اور دوسرا بادشاہ کو شراب پلانے والا ساقی، ان کے خلاف الزام تھا کہ انہوں نے بادشاہ کو زہر دینے کی کوشش کی ہے حضرت یوسف علیہ السلام جیل میں قیدیوں کو اللہ تعالیٰ کی باتیں بتاتے رہے اور خدا کا پیغام پہنچاتے رہے، ایک دن یہ دونوں قیدی حضرت یوسفؑ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے، ساقی نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ بادشاہ کو انگور کی شراب پلا رہا ہوں۔ باورچی نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ میرے سر پر روٹیاں ہیں اور پرندے ان کو نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں۔ یہ خواب بیان کرنے کے بعد انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے اس کی تعبیر پوچھی، حضرت یوسف علیہ السلام نے بتایا کہ ساقی تو جیل سے چھوٹ جائے گا، اور پھر بادشاہ کی ملازمت میں جا کر اس کو شراب پلائے گا، اور باورچی کو سولی پر چڑھا دیا جائے گا، اور اس کی لاش کو جانور کھائیں گے۔

ایسا ہی ہوا، اللہ تعالیٰ نے ساقی کو رہا کرا دیا اور باورچی کو سولی ہوگئی۔

حضرت یوسف علیہ السلام ان کے بعد بھی سالوں جیل میں رہے لیکن کسی کو ان کی رہائی کا خیال نہ آیا۔ اتفاقاً ایک مرتبہ مصر کے بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ سات دبلی گائیں، سات موٹی گایوں کو کھا رہی ہیں، اور سات ہری اور سات سوکھی ہوئی بالیں دیکھیں، بادشاہ نے اپنے درباریوں سے اس کی تعبیر پوچھی، مگر کوئی بھی صحیح جواب نہ دے سکا، اس موقعہ پر ساقی کو یاد آیا کہ اس نے اپنا خواب حضرت یوسفؑ سے پوچھا تھا اور آپ کا جواب بالکل صحیح ہوا تھا، اس نے کہا

کہ جیل میں ایک شخص ہے جو خواب کی صحیح تعبیر بیان کرتا ہے۔ بادشاہ سے جس کو عزیز مصر کہتے تھے اجازت لیکر وہ جیل گیا اور حضرت یوسفؑ سے سارا واقعہ بیان کیا، حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ اس خواب کی تعبیر تو یہ ہے کہ سات سال ملک میں خوب غلہ پیدا ہوگا، اور سات سال سخت قحط پڑے گا، اور پھر ایک سال آئے گا جس میں خوب بارش ہوگی اور غلہ ہوگا، جب اس شخص نے بادشاہ کو جا کر یہ خبر سنائی تو اس نے کہا کہ حضرت یوسفؑ کو بلایا جائے، جب وہ دوبارہ حضرت یوسفؑ کے پاس گیا اور بادشاہ کا پیغام سنایا، تو آپ نے فرمایا ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے، بے شک میرا رب ان کے مکرو فریب سے واقف ہے، بادشاہ نے ان عورتوں کو بلا کر پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے حضرت یوسفؑ میں کوئی برائی نہیں دیکھی یہ دیکھ کر زلیخا بھی بولی کہ اب جب کہ حق ظاہر ہوگیا ہے، سچ بات یہ ہے کہ میں نے ہی حضرت یوسفؑ کو ورغلایا تھا اور وہ بالکل سچا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ بن گئے

حضرت یوسفؑ جب جیل سے رہا ہو گئے تو بادشاہ نے حکم دیا کہ یوسف کو عزت کے ساتھ بلایا جائے، میں شاہی خدمت ان کے سپرد کروں گا، حضرت یوسف آئے اور بادشاہ سے بات چیت کی، حضرت یوسف نے کہا کہ مجھ کو شاہی خزانے کا وزیر مقرر کیجئے میں اس کی بہتر حفاظت کروں گا، بادشاہ نے منظور کیا اور انہیں شاہی خزانے کا وزیر مقرر کر دیا۔

آخرکار وہ قحط کا زمانہ آ گیا جس کا بادشاہ نے خواب دیکھا تھا۔ اور اس کا اثر اس جگہ بھی پہنچا جہاں حضرت یوسفؑ کے والد اور بھائی بھی رہتے تھے۔ چناں چہ

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو غلہ لانے کے لئے مصر میں حضرت یوسف کے پاس بھیجا، جب حضرت یوسف کے بھائی آئے تو حضرت یوسف نے ان کو پہچان لیا اور بھائی حضرت یوسفؑ کو نہیں پہچان سکے، حضرت یوسفؑ نے ان کو غلہ دیا اور کہا کہ اگلی دفعہ آؤ تو اپنے دوسرے بھائی کو بھی ساتھ لے کر آنا، ورنہ میں تم کو غلہ نہیں دوں گا۔ اور اپنے ملازمین سے کہہ دیا کہ جو قیمت انہوں نے غلہ کی دی ہے وہ بھی چپکے سے ان کے سامان میں رکھ دو، تاکہ وہ پھر مصر آئیں۔

جب یہ لوگ اپنے شہر کنعان پہنچے تو اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ ابا جان! اب کے ہمارے ساتھ بھائی کو بھیجئے ورنہ ہم کو غلہ نہیں ملے گا، اور ہم اس کی خوب حفاظت کریں گے۔

جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا اور اس میں ساری رقم دیکھ کر بہت خوش ہوئے، پھر باپ سے کہا کہ دیکھئے شاہ مصر نے ہماری رقم بھی واپس کر دی ہے، آپ ہمارے ساتھ بھائی کو ضرور کر دیں، ہم خوب حفاظت کریں گے، اور ہم کو سامان بھی زیادہ ملے گا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ جب تک تم اللہ کا عہد مجھ کو نہ دو کہ اس کی حفاظت کرو گے اور اس کو سب کے ساتھ رکھو گے اس وقت تک میں اس کو تمہارے ساتھ نہیں بھیجوں گا، آخر کار سب بھائیوں نے عہد کیا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کو نصیحت کی کہ تم سب ایک دروازہ سے داخل مت ہونا، آخر جب یہ سب علیحدہ علیحدہ دروازوں سے داخل ہوئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے سگے بھائی بنیامین کو بتایا کہ میں تمہارا سگا بھائی ہوں، اور میں تم کو اپنے پاس رکھوں گا، آخر جب ان سب کا سامان تیار ہو گیا تو حضرت یوسفؑ نے اپنا ایک برتن اپنے سگے بھائی کے سامان میں چپکے

سے رکھوادیا اور اعلان ہوا کہ شاہی کٹورا گم ہو گیا ہے، جس نے لیا ہو وہ دے دے
اس کو ایک اونٹ غلہ انعام میں دیا جائے گا، سب بھائیوں نے انکار کیا، بادشاہ
کے آدمیوں نے کہا کہ جس کے سامان سے نکلے اس کو روک رکھیں اس کی یہی سزا
ہے، ہمارے ملک کا بھی یہی قانون ہے، پھر تمام بھائیوں کی تلاشی لی گئی۔
آخر یامین کے سامان میں سے وہ کٹورا نکلا،، اس طرح حضرت یوسف علیہ السلام
نے اپنے بھائی یامین کو اپنے پاس روک لیا۔

بھائیوں نے دیکھا تو کہنے لگے اس کا بھائی بھی چور تھا، حضرت یوسف
علیہ السلام نے سب کچھ سنا اور خاموش رہے، اب سب بھائیوں نے مل کر
حضرت یوسف علیہ السلام سے درخواست کی کہ اس کا باپ بہت بوڑھا ہے، اس
پر رحم کھا کر اسے چھوڑ دیجئے اور اس کی جگہ ہم میں سے کسی کو پکڑ لیجئے، حضرت
یوسف علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی پناہ جو چور کو چھوڑ کر بے گناہ کو پکڑوں، جب
یہ لوگ بالکل مایوس ہو گئے تو سب نے مل کر مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہئے تو
سب سے بڑے نے کہا تم نے اللہ کی قسم کھا کر اپنے باپ کو یقین دلایا تھا کہ اس
کو ضرور واپس لاؤ گے پھر یوسف کے ساتھ ہم نے جو حرکتیں کیں وہ تم سے چھپی
نہیں، اس لئے میری تو ہمت نہیں کہ باپ کو منہ دکھاؤں، یا خود حاضر ہونے کی
اجازت دیں یا اللہ کوئی دوسری صورت پیدا کر دیں تو اور بات ہے، تم لوگ جاؤ
اور جو کچھ ہوا ہے ٹھیک ٹھیک اپنے باپ سے بیان کر دو، اگر وہ اپنی تسلی کرنا چاہیں
تو اس گاؤں کے لوگوں سے پوچھ لیں کہ جہاں ہم ٹھہرے تھے اور اس قافلہ سے
معلوم کرلیں جس کے ساتھ ہم آئے ہیں۔ اس مشورہ کے بعد یہ لوگ گھر پہنچے
اور والد صاحب کو تمام قصہ سنایا، انھوں نے سنتے ہی فرمایا تمہارے دلوں نے یہ
بات گھڑ لی ہے، بہر حال صبر اچھا ہے، امید ہے کہ اللہ ہم سب کو ایک جگہ جمع

کر دیگا، وہی خوب جانتا ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اور ان سے دوسری طرف رخ کرلیا، حضرت یوسف علیہ السلام کے غم سے ان کی آنکھیں سفید ہوگئی تھیں یوسف کے بھائیوں نے کہا، ابا جان آپ تو یوسف کو یاد کرتے ہوئے گھل جائیں گے اور جان دیدیں گے۔

انھوں نے فرمایا میں اپنی شکایت تو اللہ سے کرتا ہوں اور میں ایسی باتیں جانتا ہوں جن کی تمھیں خبر نہیں، جاؤ یوسف اور اسکے بھائی کو تلاش کرو وہ مصر ہی میں کہیں نہ کہیں مل جائیں گے اللہ کی رحمت سے ناامید ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی بھائیوں سے ملاقات

اب ایک بار پھر سب بھائی مل کر مصر پہنچے حضرت یوسف علیہ السلام سے گھر والوں کی بُری حالت بیان کی اور کہا کہ ہم اپنے ساتھ بہت تھوڑا سامان لائے ہیں مگر چاہتے ہیں کہ آپ پورا پورا غلہ دیں حضرت یوسف نے اپنے گھر کا یہ حال سنا تو بیتاب ہوگئے ان سے رہا نہ گیا، اور انھوں نے اپنے بھائیوں سے کہا تم جانتے ہو کہ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا ہے؟ بھائیوں نے نہایت تعجب اور حیرانی کے ساتھ پوچھا کہ کہیں آپ ہی تو یوسف نہیں؟

آپ نے فرمایا: ہاں میں ہی یوسف ہوں، اور یہ میرا بھائی ہے، اللہ نے ہم پر بڑا احسان کیا بے شک جو شخص نیک زندگی بسر کرتا ہے اور صبر سے کام لیتا ہے، اللہ اس کا بدلہ دیتا ہے جب تمام بھائیوں کو یقین ہوگیا کہ جس کے دربار میں ہم اس وقت کھڑے ہیں ہمارے بھائی یوسف ہیں، تو سب نے مل کر اپنے گناہوں کا اقرار کیا، آپ نے فرمایا تم کوئی فکر نہ کرو، تم پر کوئی الزام نہیں، اللہ تمام گناہوں کو معاف کرے وُہی سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے

جاؤ میرا کرتا میرے باپ کے چہرے پر ڈال دو ان کی بینائی لوٹ آئے گی، اور پھر سب کو یہاں لے آؤ۔

اِدھر قافلہ مصر سے روانہ ہوا اور اُدھر حضرت یعقوبؑ نے اپنے گھر والوں کو یہ خوش خبری دی کہ مجھے یوسفؑ کی بو آرہی ہے، انھوں نے سنا تو کہا کہ تمہارے سر پر ایک ہی خبط سوار ہے، آخر قافلہ آگیا، حضرت یوسفؑ کا کرتا ان کے سامنے رکھ کر تمام حالات سنائے تو انھوں نے گھر والوں سے کہا، دیکھو میں نے تم سے نہیں کہا تھا، آخر سب بیٹوں نے مل کر آپ سے گناہوں کی معافی مانگی اور مصر کو چل دیئے۔

حضرت یوسفؑ سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے ماں باپ کو اپنے پاس ٹھہرایا اور کہا خدا چاہے تو مصر میں امن اور آرام کے ساتھ رہئے۔ پھر ان کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا، سب کے سب بھائی شاہی آداب بجالائے، آپ نے فرمایا یہ میرے خواب کی تعبیر ہے، اللہ نے اس کو سچ کر دکھایا، اس نے مجھ پر بڑا احسان کیا جو مجھے قید سے چھڑایا، اور شیطان نے جو فساد میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان ڈال دیا تھا، آپ سب کو دیہات و بیابان سے یہاں لے آیا، بیشک میرا رب خیر کی حکمت جانتا ہے۔

اے میرے پروردگار تو نے مجھے حکومت دی، باتوں کا مطلب سمجھا دیا، اے زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے خدا! تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا کام بنانے والا ہے، مجھے مسلمان ہی مارنا اور نیک بندوں کے ساتھ ملا دینا۔ غرض ایک عرصہ تک حضرت یوسف اللہ کے بتائے ہوئے قانون کے مطابق مصر میں حکومت کرتے رہے لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے رہے، برائیوں سے روکتے رہے، بھلائیوں کو پھیلاتے رہے، ملک مصر کو اچھائیوں سے بھر دیا، اور بالآخر

اللہ کے پاس چلے گئے یعنی آپ کی وفات ہوگئی اور آپ مصر میں دفن ہیں۔

دیکھئے حضرت یوسفؑ کو بھائیوں کی وجہ سے کیسی کیسی تکلیفیں اٹھانی پڑیں، اندھیرے کنویں میں رہے، غلام بنے، جیل خانہ میں رہے، لیکن جب یہ سب اللہ کی آزمائشیں پوری ہوگئیں اور اللہ پاک نے ان کو مصر کا بادشاہ بنادیا تو بھائیوں سے کوئی بدلہ نہیں لیا، بلکہ اللہ تعالیٰ سے ان کے گناہوں کی معافی کے لئے دعا کی اور خود بھی معاف کردیا، بچوں بھائیوں کے ساتھ یہی کرنا چاہئے، قرآن شریف میں ایک دوسرے جگہ ہے، جس کا مطلب یہ ہے اگر تمہارے ساتھ کوئی زیادتی کرے اور تم اس کے بدلے اس کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرو، تو وہ دشمن تمہارا حقیقی دوست بن جائے گا۔

اللہ ہم سب کو ایسی ہی توفیق دے۔ آمین۔

حضرت شعیب علیہ السلام

آپ کا ذکر بھی قرآن شریف میں بار بار آیا ہے، تاکہ لوگ آپ کی سچی باتوں سے سبق سیکھتے رہیں۔

پرانے زمانے میں مدین نامی ایک بڑا پر رونق شہر تھا، وہاں کے لوگ خوب مالدار تھے، تجارت اور سوداگری ان کا پیشہ تھا مگر وہ لوگ بتوں کی پوجا کرتے تھے، سودا بیچتے وقت کم تولا کرتے تھے اور اسی طرح کم ناپا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو ان کے پاس نبی بنا کر بھیجا، حضرت شعیب علیہ السلام نے بڑی نرمی، عاجزی اور پیار سے ان لوگوں سے کہنا شروع کیا، اے لوگو! تم صرف ایک اللہ کی عبادت کیا کرو، ناپ تول پوری دیا کرو، لوگوں کو ان کی چیزیں کم تول کر نہ دیا کرو، زمین میں فساد نہ پھیلایا کرو، اور تم سڑکوں پر اس غرض

سے مت بیٹھو کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو، اور اللہ کی راہ سے روکو، اور اس میں کجی کی تلاش میں لگے رہو، تم کتنے تھوڑے تھے، اللہ نے تم پر مہربانی کی تم کو اولاد دی، اور تم بہت ہو گئے، دیکھو فساد کا نتیجہ ہمیشہ برا ہوتا ہے اگر تم مجھے جھوٹا خیال کرتے ہو، اور دوسرے لوگوں کو میرے سچے ہونے کا پورا پورا یقین ہے تو صبر کرو، یہاں تک کہ اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کر دے۔

قوم کے دولت مند رئیس لوگ اس بار بار کی نصیحت کو برداشت نہ کر سکے، اور انھوں نے کہا: یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم ان کو چھوڑ دیں جنھیں ہمارے باپ دادا پوجا کرتے تھے؟ مال ہمارا اپنا ہے اور اس کو ہم جس طرح چاہتے ہیں خرچ نہ کریں، اور وہ بھی صرف آپ کے کہنے پر اور آپ ایسے سچے نیک کہاں سے بن گئے، کیا آپ کی نماز ایسی ہی باتوں کا حکم دیتی ہے؟ آپ جھوٹے ہیں، آپ پر کسی نے جادو کر دیا ہے اگر سچے ہو تو آسمان سے ہم پر پتھر برساؤ، اور ان کی قوم کے لوگوں نے کہا کہ: اے شعیب! اس بات کا یقین کر لو کہ ہم تمھیں بھی اس بستی سے نکال دیں گے، اور ان لوگوں کو بھی جو تم پر ایمان لائے ہیں، ورنہ ہمارے دین میں واپس آجاؤ، تم بہت کمزور آدمی ہو اگر تمہاری برادری کے لوگ نہ ہوتے تو ہم تمھیں کب کے پتھروں سے مار مار کر ختم کر چکے ہوتے، اور ویسے تمہارا ہم پر کوئی دباؤ بھی نہیں، حضرت شعیبؑ کی قوم کے لوگ اپنی دولت اور روپے پیسے کے غرور میں بار بار اپنے سچے نبی حضرت شعیب علیہ السلام سے اسی قسم کی باتیں کرتے رہتے۔

حضرت شعیب علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے سیدھا راستہ بتایا ہے اور اپنی مہربانی سے مجھے حلال روزی بخشتا ہے، اب یہ کس طرح ہو سکتا کہ جس کام سے میں تم کو روکتا ہوں اسے خود کرنے لگ جاؤں؟ میں تو صرف تم

لوگوں کو درست کرنا چاہتا ہوں، اور صرف اللہ پر بھروسہ رکھتا ہوں، تم لوگ میری ضد میں آکر ایسا گناہ نہ کر بیٹھنا کہ تم پر عذاب اتر آئے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر آچکا ہے، بلکہ تم اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور آگے کے لئے اسی کے حضور میں توبہ کرو۔

تم نے اللہ کو بالکل بھلا دیا ہے، کیا تم میری برادری سے زیادہ ڈرتے ہو، اور اللہ کا خوف تمہارے دلوں سے اٹھ گیا ہے میں نے اپنا فرض ادا کر دیا، اگر تم نہیں جانتے تو چند روز کے بعد تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ جھوٹا کون ہے، اور کس پر اللہ کا عذاب اترتا ہے۔ آخر اللہ کا عذاب آگیا، شعیب علیہ السلام اور ایمان والے تو بچ گئے اور جو لوگ اللہ کی نافرمانی کرتے تھے وہ اپنے گھروں میں بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے اور ایسے برباد ہوئے کہ گویا ان مکانوں میں کبھی بسے ہی نہ تھے۔

بس اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کی عبادت کرنا، اللہ تعالیٰ کو بھول جانا، اور غیروں کو یاد کرنا، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں نہ ماننا، دل کی خواہشات کو پورا کرنا، کم تولنا، کم ناپنا، امن وامان کے بعد زمین پر فساد مچانا، روپیہ کا غرور، دولت کا گھمنڈ کرنا، اللہ کو بے حد ناپسند ہے، جو لوگ ایسا کرتے ہیں اور توبہ نہیں کرتے صحیح راہ اختیار نہیں کرتے آخر کار ایک دن ضرور سزا پائیں گے اور نقصان اٹھائیں گے۔

تو آیئے! ہم سب مل کر عہد کریں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں گے اور کبھی نہ کم تولیں گے نہ کم ناپیں گے، غرور نہ کریں گے، اور کسی کا مال بے ایمانی سے نہ کھائیں گے، اور اگر ہم نے ایسا کیا تو ہمارا حشر بھی حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم جیسا ہو جائے گا، اللہ ہم کو محفوظ رکھے، آمین۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے رسول گزرے ہیں، آپ پر توریت شریف نازل ہوئی ان کی قوم جنھیں اس وقت یہودی کہا جاتا ہے، انہی بنی اسرائیل کی ہدایت اور نجات کا کام آپ کے سپرد ہوا، قرآن پاک میں آپ کا بار بار ذکر آتا ہے، اس لئے اس قصے کو کھول کر بیان کرنا چاہیے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ تو آپ پہلے سن چکے ہیں۔

حضرت ابراہیم کے دو بیٹے بہت مشہور ہوئے ہیں، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام، اور حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت اسمٰعیل مکہ مکرمہ میں ٹھرے جہاں حضرت ابراہیمؑ ان کی والدہ کے ساتھ چھوڑ آئے تھے جہاں ان کی اولاد خوب پھولی پھلی، انہی میں ہمارے رسول پاک جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے، ان کے بیٹے حضرت یعقوبؑ تھے جن کا دوسرا نام اسرائیل یعنی اللہ کا بندہ تھا، ان کی اولاد بنو اسرائیل کہلائی یہ لوگ حضرت یوسف علیہ السلام کی وجہ سے مصر میں آباد ہو گئے تھے جہاں کا قصہ پہلے تحریر کر دیا گیا ہے، جہاں وہ مصر یوں کے چار سو سال تک غلام بنے رہے مصر پر اس زمانے میں قبطیوں کی حکومت تھی، ان کا بادشاہ فرعون کہلاتا تھا، یہ بنو اسرائیل پر طرح طرح کے ظلم کرتا تھا، اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا اور بنو اسرئیل کی ہدایت اور آزادی کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا۔

مصر کے بادشاہ فرعون کو نجومیوں نے بتایا کہ بنی اسرائیل میں بہت جلد ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو تیری حکومت کو تباہ کر کے اپنی قوم کو آزاد کرا لے گا، اس خبر سے وہ پریشان ہو گیا اور اس نے حکم دیا کہ اس قوم میں جو بھی لڑکا پیدا ہو،

اسے ذبح کردیا جائے مگر لڑکیاں زندہ رہنے دی جائیں۔

جس سال حضرت موسیٰ پیدا ہوئے ان کی والدہ کو اس بات کا ہر وقت کھٹکا لگا رہتا تھا کہ کوئی دایہ بادشاہ کو اس بات کی خبر نہ کردے مگر اللہ نے ان کو تسلی دی کہ تم فکر نہ کرو، جب بھید کھل جانے کا خطرہ زیادہ ہوگیا تو انھوں نے اللہ کے حکم سے انھیں ایک صندوق میں بند کرکے دریا میں ڈال دیا، دریا کے دوسری طرف فرعون کے گھر والے تھے، انھوں نے صندوق کو جو بہتے دیکھا تو اٹھا کر گھر لے گئے، انھیں خبر نہ تھی کہ آگے چل یہی لڑکا ان کے رنج کا سبب ہوگا فرعون کی بیوی نے کہا، اسے قتل نہ کرو، یہ ہم سب کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، ہمارے کام آئے گا اور اسے اپنا بیٹا بنالیں گے۔

اب اس کے دودھ پلانے کی فکر ہوئی تو وہ کسی عورت کا دودھ نہیں پیتے تھے، ان کی بہن جو اس صندوق کے پیچھے لگی ہوئی تھیں، یہ سب کچھ دیکھ رہی تھیں، انھوں نے کہا کہ میں ایک انا کا پتہ دیتی ہوں جو اس کو پال لے گی اور اچھی طرح دیکھ بھال کرلے گی اور انھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کا پتہ بتایا، اس طرح موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قوم کے دشمن فرعون کے گھر میں پرورش کرتے رہے، یہاں تک کہ جوان ہوگئے ایک روز کا قصہ ہے کہ وہ صبح سویرے شہر آئے اس وقت سب کے سب آرام سے سو رہے تھے، انھوں نے اپنی قوم کے ایک آدمی کو دیکھا جسے قبطی مار رہا تھا، کیونکہ وہ اس سے بیگار میں کام لینا چاہتا تھا اور وہ انکار کر رہا تھا، حضرت موسیٰ سے اپنی قوم کی ذلت برداشت نہ ہوسکی اور اس کی مدد کے لئے مجبور ہوگئے، انھوں نے اس کے گھونسہ مارا کہ اس کی جان نکل گئی، اس کا مرنا تھا کہ حکومت میں کھلبلی مچ گئی بنی اسرائیل کے ایک شخص نے ہماری قوم کے آدمی کو مار ڈالا، چناں چہ حکم دیا گیا کہ قتل کرنے والے کو مار دیا جائے مگر حضرت

موسیٰ علیہ السلام کو وقت پر خبر مل گئی اور وہ مدین کی طرف چلے گئے جو حضرت شعیب علیہ السلام کا شہر تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نکاح اور پیغمبری

مدین کے قریب پہونچے تو دیکھا کنویں کے پاس بہت سے لوگ جمع ہیں جو اپنے اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں، مگر دو لڑکیاں اپنے جانوروں کو لئے ایک طرف کھڑی ہیں، حضرت موسیٰؑ نے ان سے پوچھا کہ تم کیوں کھڑی ہو، انھوں نے کہا ہمارا باپ بوڑھا ہے ہم اس انتظار میں کھڑے ہیں کہ یہ لوگ اپنے جانوروں کو پلالیں تو بچا ہوا پانی اپنے جانوروں کو دیں، یہ سنا تو انھوں نے پانی کھینچا اور ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا، اور ایک درخت کے نیچے جا کر بیٹھ گئے، کیونکہ شہر میں کسی سے جان پہچان نہ تھی۔

وہ دونوں لڑکیاں حضرت شعیب علیہ السلام کی صاجزادیاں تھیں جن کا قصہ آپ پہلے سن چکے ہیں، انھوں نے گھر جا کر اپنے والد سے تمام قصہ بیان کیا اور ان کے فرمانے پر اپنے گھر لے گئیں، جب انھوں نے اپنی مصیبت کا قصہ سنایا تو حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا اب ڈرنے کی ضرورت نہیں اللہ نے آپ کو ظالم قوم سے بچالیا ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے ان سے کہا کہ تم آٹھ سال تک میرے پاس کام کرو اور دو سال اور ٹھہر جاؤ تو تمھیں اختیار ہے مگر میں اس کا حق نہیں رکھوں گا، آٹھ سال گزر جانے پر تمھیں اپنے پاس رہنے پر مجبور نہ کروں گا، میں اپنی طرف سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ اپنی ایک لڑکی کا نکاح تم سے کر دوں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ مجھے منظور ہے، آٹھ دس سال اس

میں ہے جو مدت چاہوں پورا کروں، مجھ پر زور زیادتی نہ ہونی چاہئے اور اللہ تعالیٰ ان باتوں پر گواہ ہے، چناں چہ وہ برابر کام کرتے رہے اور جب مدت پوری ہوگئی، تو حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی لڑکی کا نکاح ان سے کر دیا۔

جب نکاح ہوگیا تو دونوں میاں بیوی وہاں سے روانہ ہوئے اور راستے میں ایک جگہ پہاڑی کی طرف انھوں نے آگ دیکھی، موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو میں آگ لے کر ابھی آتا ہوں، اور اگر کوئی شخص وہاں مل گیا تو اس سے راستہ بھی معلوم کرلوں گا، وہاں گئے تو میدان کے کنارے پر درخت میں سے آواز آئی مبارک ہے وہ جو اس آگ میں ہے اور جو اس کے چاروں طرف ہے، تم طویٰ کے میدان میں ہو، اپنے جوتے اتاردو، میں بڑی دانائی والا اللہ ہوں، تمام جہان کا اور تمہارا پالنے والا، میں نے تمھیں پیغمبری کے لئے چن لیا ہے، جو کچھ کہتا ہوں اس کو سن، میری عبادت کر، اور میری یاد کی خاطر نماز کی پابندی کر، بیشک قیامت آنے والی ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ انھوں نے کہا یہ میری لاٹھی ہے، اس پر سہارا لیتا ہوں، اپنی بکریوں کیلئے اس سے پتے جھاڑتا ہوں اور اس کے سوا اس سے اور بھی کام لیتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس لاٹھی کو زمین پر ڈالدو لاٹھی جو ڈالی تو وہ سانپ کی طرح دوڑتی ہوئی دکھائی دی، اس پر وہ ڈر گئے، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ اس کو پکڑ لو اور ڈرو نہیں ہم ابھی اس کو پہلی حالت پر کردیتے ہیں، اور اپنا داہنا ہاتھ اپنی بائیں بغل میں دے لو پھر نکالو، بلا کسی عیب کے نہایت روشن ہوکر نکلے گا، یہ دوسری نشانی ہوگی تا کہ ہم تم کو اپنی قدرت کی بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دکھادیں۔

ان دونوں نشانیوں کے ساتھ ساتھ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو

فرعون کے پاس بھیجا اور فرمایا اس ملک میں فرعون نے فساد پھیلا رکھا ہے اور سرکشی پر کمر باندہ رکھی ہے، آپ نے فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے جھٹلائیگا، میں نے اس کے ایک آدمی کو مار دیا تھا، اب وہ مجھے مارنے کی کوشش کریگا، میرا دل رکتا ہے، میری زبان کھول کہ لوگ میری زبان سمجھ لیں اور میرے بھائی ہارون علیہ السلام کو بھی میرے ساتھ کردے کہ مجھے قوت ملے۔

حضرت موسیٰ کی دعا قبول ہوگئی اور دونوں بھائیوں نے مصر میں جاکر فرعون سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تیرے پاس بھیجا ہے کہ تو بنی اسرائیل کو نہ ستا، اور انھیں ہمارے ساتھ روانہ کردے ہمارے پاس تیرے رب کی نشانیاں ہیں، اور یہ بھی یقین کرلے کہ سلامتی اس شخص کے لئے ہے جو سیدھی راہ پر ہے اور جو شخص جھٹلائے گا اور سرکشی کرے گا اس پر اللہ کا عذاب آئیگا۔

فرعون کے پاس اللہ کا پیغام پہونچا دیا گیا، مگر اسے اپنی حکومت فوج اور خزانوں پر گھمنڈ تھا، اس لئے وہ برابر ان سے بحث کرتا رہا، اور جب ہر بات کا اس کو ٹھیک ٹھیک جواب ملتا رہا تو اس نے موسیٰ سے کہا تم بچے تھے تم ہمارے گھر میں آئے، ہم نے تمھیں سالہا سال تک اچھی طرح پالا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا تو احسان جتلا رہا ہے پرورش کا وہ یہ نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان رکھتا ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو سخت ذلت میں ڈال رکھا تھا، اور جب تم نے میرے قتل کا ارادہ کیا تو میں مدین چلا گیا پھر اللہ نے مجھے دانائی دی اور اب رسول بنا کر تیری طرف بھیجا، فرعون نے کہا اور تم نے وہ حرکت یعنی قبطی کو قتل کیا تھا اور تم بڑے ناسپاس ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ واقعی میں اس وقت وہ حرکت کر بیٹھا تھا اور مجھ سے غلطی ہوگئی تھی۔

فرعون اس بات کو سن کر لا جواب ہو گیا اور بات بدل کر پوچھنے لگا، تمہارا رب کون ہے؟ آپ نے فرمایا جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا جو نہ صرف تمہارا بلکہ تمہارے باپ دادا کا پالنے والا ہے، فرعون نے درباریوں سے کہا کہ یہ تو کوئی دیوانہ ہے جو بہکی بہکی باتیں کر رہا ہے۔

حضرت موسیٰؑ کا جادوگروں سے مقابلہ اور ان کا مسلمان ہونا

آخر جب وہ ہر طرح سے تنگ ہو گیا تو اس نے تمام ملک میں ڈھنڈورا پٹوایا، بڑے بڑے جادوگروں کو بلوایا، چاروں طرف ہرکارے دوڑا دیئے اور عید کے دن سب کے سب میدان میں جمع ہوئے اب ایک فرعون تھا، اس کے درباری شاہی فوجیں اور اس کی قوم، اور دوسری طرف غریب اور بے کس حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارونؑ تھے، اللہ کے سوا اور مدد دینے والا نہ تھا۔

جادوگروں نے نظر بندی کر کے اپنی رسّیاں اور لاٹھیاں ڈالدیں اور دیکھنے والوں کو ایسا معلوم ہوا کہ وہ سب دوڑ رہی ہیں، حضرت موسیٰؑ پہلے تو ڈر گئے مگر اللہ تعالیٰ نے کہا تو نہ ڈر تیری ہی فتح ہو گی، تیرے داہنے ہاتھ میں جو لاٹھی ہے اسے ڈالدے کہ وہ ان سب کو نگل جائے گی، جو کچھ انھوں نے بنایا ہے یہ صرف جادو ہے جہاں اللہ کا حکم آجائے وہاں جادو کام نہیں کر سکتا، اب جو انھوں نے اپنی لاٹھی ڈالی تو وہ اژدہا بن کر سب کو نگل گئی، جادوگروں نے جو دیکھا تو وہ سب کے سامنے سجدے میں گر پڑے، اور کہا کہ ہم موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے رب پر ایمان لے آئے، فرعون نے غصّہ میں آکر کہا تم نے اس کو

مان لیا ہے ابھی میں نے حکم نہیں دیا تھا وہی تمہارا بڑا ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے، تم سب نے مل کر یہ شرارت کی ہے تم سب کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالوں گا اور پھر سب کو سولی پر چڑھادوں گا۔

مگر ان جادوگروں پر دھمکی کا کچھ اثر نہ ہوا، انھوں نے کہا ہمیں کچھ پرواہ نہیں ہمیں اپنے رب کے پاس جانا ہے، اور تو بس اسی زندگی تک چل سکتا ہے جو کچھ تجھے کرنا ہے کرلے، اے ہمارے پالنے والے ہم تجھ پر ایمان لے آئے ہیں، جب ہم پر مصیبتیں آئیں تو ہمیں صبر دینا اور دنیا سے مسلمان ہی اٹھانا۔

فرعون نے ان جادوگروں کو جو مسلمان ہو گئے تھے سولی پر چڑھادیا اور ان کے ہاتھ پیر کٹوادیئے، اتنی تکلیفوں کے ہوتے ہوئے بھی وہ ایمان پر قائم رہے، اس واقعہ کے بعد بھی فرعون کی قوم اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لائی اور اپنے غرور پر رہی، اللہ تعالیٰ بڑا مہربان ہے، وہ بار بار اپنے بندوں کو سیدھی راہ دکھاتا ہے۔اس کے بعد اللہ پاک فرعون اور اس کی قوم کو ڈرانے کے لئے طرح طرح کے عذاب بھیجتا رہا۔کبھی لوگوں کی نصیحت کے لئے قحط ڈالدیا اور پیداوار کی کمی کردی، مگر جب کبھی ان پر کوئی آفت آتی تو یہی کہتے کہ موسیٰ علیہ لسلام اور ان کے ساتھیوں کی نحوست ہے، پھر اور زیادہ سمجھانے کے لئے ان پر وبار، ٹڈیاں، جوئیں، مینڈک اور خون کی نشانیاں بھیجیں، مگر جب بھی ان پر کوئی عذاب آتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہتے کہ آپ ہمارے لئے دعا کریں، اگر عذاب ٹل گیا تو ہم ضرور مسلمان ہو جائیں گے، مگر ان کی حالت یہ تھی کہ ادھر عذاب ٹلا اور ادھر وہ اپنے اقرار سے پھر گئے۔

جب ان کی حد ہوگئی تو اللہ کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی تمام قوم کو لے کر وہاں سے راتوں رات نکل کھڑے ہوئے، فرعون نے بھی شرارت

اور ظلم سے ان کا پیچھا کیا اور صبح ہوتے ہی ان کو سمندر کے قریب جالیا، موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی چلائے کہ ہم پکڑے گئے آپ نے فرمایا ہرگز نہیں، میرے ساتھ میرا رب ہے، وہ مجھے راستہ بتادے گا۔

اللہ کی نعمتیں

غرض اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی صحیح وسالم سمندر کے پار اتار دیا، مگر جب فرعون اور اس کے لشکروں نے ظلم اور شرارت کے لئے ان کا پیچھا کیا تو دیکھتے ہی دیکھتے سب غرق ہو گئے اور یوں اللہ نے ان کو باغوں چشموں اور عالی شان محلوں سے نکالا اور پھر ان ظالموں پر نہ آسمان رویا اور نہ زمین، اور بنی اسرائیل کو ان چیزوں کا مالک بنادیا اس لئے کہ وہ صبر کرتے تھے۔

من وسلویٰ کی نعمتیں

سمندر سے پار ہو کر یہ لوگ مصر کے ریگستانوں میں سفر کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں دھوپ کی تکلیف سے بچانے کے لئے ان پر ابر کا سایہ کر دیا اور ان کے کھانے کے واسطے من وسلویٰ بھیج دیئے، ان کو بارہ قبیلوں میں تقسیم کر دیا، اور ہر ایک کے لئے پانی کا ایک چشمہ مقرر کر دیا، مگر زیادہ دیر تک وہ ان چیزوں پر صبر نہ کر سکے اور گیہوں اور ساگ، ککڑیاں، لہسن، مسور، اور پیاز کی خواہش کی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مجبوراً انھیں شہر جانے کی اجازت دیدی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پر گئے کہ اللہ تعالیٰ سے تورات حاصل کریں ان کی غیر حاضری میں ان کی قوم نے سونے چاندی کا ایک بچھڑا بنا لیا اور اسے پوجنا شروع کر دیا، حضرت ہارون علیہ السلام نے انھیں بہتیرا سمجھایا، مگر وہ

نہ مانے آخر تنگ آکر وہ چپ ہو گئے کہ کہیں ان میں زیادہ اختلاف نہ ہو جائے۔
طور سے واپس آکر آپ علیہ السلام نے ان لوگوں کو بتایا کہ تم نے بہت برا کیا
سب نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا، اور آئندہ کیلئے توبہ کی۔

بنو اسرئیل کی سرکشی

ایک مرتبہ بنی اسرئیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ہم آپ کی کوئی بات نہ مانیں گے، جب تک ہم اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھ لیں، اس کام کے لئے انھوں نے اپنی قوم میں سے ستر آدمی چن لئے اور مقررہ جگہ پر پہنچ گئے، یہاں بجلی کی کڑک نے ان کو آلیا، اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے، اس کے بعد اللہ نے ان کو زندہ کر دیا کہ پھر ایسی بات زبان سے نہ نکالیں۔

قوم کی بزدلی اور نافرمانی

آپ نے قوم سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں نبی پیدا کئے اور تمھیں آزاد کیا، اب تم ہمت کر کے ملک شام پر حملہ کرو، اللہ تمھیں ضرور کامیاب کرے گا، اور اگر بزدلی سے کام لیا تو ضرور نقصان اٹھاؤ گے مگر ان لوگوں نے صاف انکار کر دیا اور کہا وہاں کے رہنے والے بڑے بہادر اور جواں مرد ہیں، اور اگر وہ اپنے آپ اس ملک کو خالی کر دیں تو ہم ضرور اس ملک پر قبضہ کر لیں گے، ورنہ آپ جائیں اور آپ کا خدا ہم تو یہاں سے ایک انچ آگے نہیں بڑھیں گے۔

آپ ان کا جواب سن کر بہت ناراض ہوئے اور دعا کی اے میرے پروردگار! مجھے اور میرے بھائی کو ان نافرمانوں سے الگ کر دے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ تم ان بدبختوں سے رنج نہ کرو، ہم نے چالیس سال تک

ان کا داخلہ ملک شام میں بند کر دیا ہے، یہ جنگل ہی میں بھٹکتے پھریں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی

حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات

ایک دفعہ آپ اپنے خادم کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ چلتے چلتے ایسی جگہ پہونچ گئے جہاں دو سمندر ملتے تھے، وہاں ان کا خادم مچھلی بھول گیا اور دونوں آگے بڑھے چلے گئے، کچھ دور جا کر انھوں نے اپنے خادم سے کہا میں تھک گیا ہوں کھانا لاؤ، اس نے کہا جب چٹان پر ہم سفر کر رہے تھے تو اس مچھلی نے دریا کا راستہ لیا تھا، اصل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اسی جگہ کی تلاش تھی، اس لئے پھر اسی جگہ پر واپس چلے آئے، وہاں انھوں نے اللہ کے ایک بندے کو دیکھا، اور کہا کہ اللہ نے جو کچھ آپ کو علم دیا ہے، وہ مجھے بھی سکھا دیجئے، مگر انھوں نے جواب دیا کہ تم صبر نہ کر سکو گے، آخر جب انھوں نے زیادہ اصرار کیا تو کہا کہ تم میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو شرط یہ ہے کہ جب تک میں خود تم سے نہ کہوں مجھ سے کوئی بات نہ کرنا، اور نہ ہی پوچھنا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ شرط منظور کر لی، اور دونوں سفر پر روانہ ہو گئے۔

دونوں ایک کشتی پر سوار ہو گئے تو اس اللہ کے بندے نے کشتی کو توڑ ڈالا، حضرت موسیٰ علیہ السلام اس پر ناراض ہوئے اور کہا تم نے خواہ مخواہ کشتی توڑ دی، اس میں سوار لوگ ڈوب جائیں گے انھوں نے شرط یاد دلائی تو آپ نے کہا میں بھول گیا، اب ایسا نہیں ہوگا، آگے بڑھے تو خشکی پر ایک لڑکا ملا جسے انھوں نے قتل کر ڈالا، اس پر موسیٰ علیہ السلام بگڑ گئے اور کہا بغیر کسی قصور کے ان کو مار ڈالا، آپ

نے بہت برا کیا، اس پر انھوں نے کہا میں نے کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ نہ چل سکیں گے پھر دونوں میں قول وقرار ہوا۔

چلتے چلتے ایک گاؤں میں پہونچے جہاں کے لوگوں نے ان کو اپنا مہمان بنانے سے انکار کر دیا، مگر ان دونوں نے دیکھا کہ ایک دیوار گرنے والی ہے اس کو انھوں نے درست کر دیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر صبر نہ کر سکے اور کہا کہ اگر آپ چاہتے تو ان سے اس کام پر مزدوری مانگ لیتے، اللہ کے بندے نے ان سے کہا کہ اب ہم دونوں ایک ساتھ نہیں رہ سکتے مگر جدا ہونے سے پہلے ان قصوں کا مطلب سن لیجئے، کشتی چند غریب آدمیوں کی تھی جو اسے کرایہ پر چلاتے تھے دریا کے اس طرف کا بادشاہ زبردستی کشتیاں چھین لیا کرتا تھا، میں نے اس کو توڑ دیا کہ عیب دار ہونے کی وجہ سے اسے کوئی نہ لے گا۔

رہا لڑکا تو اس کے ماں باپ ایماندار تھے مگر یہ سرکش اور کافر تھا، ڈر تھا کہ اس کی نافرمانی اور کفر سے ماں باپ کو تکلیف پہونچے، میں نے قتل کر دیا کہ اللہ انھیں مہربان اور نیک بیٹا عطا کرے۔

دیوار شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی، جس کے نیچے ان کی دولت دفن تھی، ان کا باپ نیک تھا، اگر دیوار گر جاتی تو دوسرے لوگ ان کی دولت پر قبضہ کر لیتے، اللہ تعالیٰ کی مرضی یہ تھی کہ دونوں جوان ہو کر اپنا خزانہ نکال سکیں۔

یہ جو کچھ ہوا تمہارے رب کی رحمت کا نتیجہ ہے، میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کیا، یہ ہی وہ باتیں تھیں جن پر صبر نہ کر سکے، حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے بعد ایک عرصہ تک بنو اسرائیل کو ہدایت کرتے رہے، برائیوں سے روکتے رہے، اچھائیوں کی تاکید کرتے رہے اور آخر کار اپنے اللہ پاک سے جا ملے، جس نے ان کو بھیجا تھا۔

جو قوم اللہ کی نافرمانی کرتی ہے تو ان کو تھوڑا تھوڑا عذاب دے کر خبردار کیا جاتا ہے، وہ اگر پھر بھی نافرمانی کرتی رہتی ہے تو اس کو کچھ عرصہ کے لئے بالکل ڈھیل دیدی جاتی ہے تا کہ وہ بالکل غفلت میں پڑ جائے، پھر ایک دم اللہ کا سخت عذاب آکر اس کو بالکل ختم کردیتا ہے، فرعون خود کو خدا کہلواتا تھا بنواسرائیل پر ظلم کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کے گھر میں موسیٰ علیہ السلام کو پلوایا اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ سے اس کی قوم کو ختم کرادیا۔

دوسرا سبق ہم کو یہ ملتا ہے کہ جو قوم بہت عرصہ تک کسی کی غلام رہتی ہے اس کی رگ رگ میں غلامی بس جاتی ہے، غیرت بہادری ختم ہوجاتی ہے، اور اس کا جی چاہتا ہے کہ بار بار وہی غلامی کی باتیں کرے جس طرح بنواسرائیل نے آزاد ہونے کے بعد کیں۔

تیسرا سبق ہم کو حضرت خضر علیہ السلام کے قصے سے یہ ملتا ہے کہ اللہ اپنے نیک بندوں کی حفاظت ان کی زندگی میں کرتا ہے، اور ان کے مرنے کے بعد ان کی اولاد کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔

حضرت ایوّب علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے انتقال کے بعد بنواسرائیل کی بہت ترقی ہوئی، اس کے بعد آہستہ آہستہ ان میں اختلاف پیدا ہوگئے اور اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے صحیح راستہ کو بھولتے گئے، بنواسرائیل کی ہدایت کے لئے اللہ پاک نے اور کتنے ہی نبی بھیجے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی ہوئی کتاب توریت کی تعلیم دیتے رہے اور بنواسرائیل کو پھر سیدھے راستے پر لگاتے رہے، حضرت ایوب علیہ السلام بھی انہی پیغمبروں میں سے ایک ہیں جو بنواسرائیل کو

توریت کی تعلیم دینے کے لئے تشریف لائے تھے، حضرت ایوب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بڑے صابر پیغمبر گزرے ہیں، آپ کا ذکر بھی کئی جگہ قرآن مجید میں ملتا ہے۔ آپ بڑے ہی مالدار خوش حال تھے اور آپ کی بہت سی اولاد تھی، آپ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں پر ہر وقت شکر ادا کرتے تھے، ہر طرف خوشی ہی خوشی تھی، رنج وغم، فکر، اندیشہ کا کہیں دور دور تک نام ونشان نہیں تھا۔

کڑی آزمائش

آخر آپ کی آزمائش کا وقت آ گیا تا کہ اللہ تعالیٰ کے سچے بندوں کی نشانی رہتی دنیا تک قائم رہے، اور صبر وشکر کی مثالیں ہمیشہ زندہ رہیں، اللہ تعالیٰ نے ایک ایک کر کے اپنی نعمتیں واپس لینا شروع کر دیں، مال دولت، باغات، سبزہ زار، کھیت، مکانات، جانور، اولاد سب کے سب رخصت ہو گئے، اور آخر میں صحت نے بھی جواب دیدیا، بدن میں کیڑے پڑ گئے، سارا بدن پھٹ گیا مگر آپ ان سب مصیبتوں پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ہی ادا کرتے رہے، اللہ تعالیٰ ہی کی یاد میں لگے رہتے، شکوہ شکایت تک نہ کرتے ناشکری کا ذکر ہی کیا۔

آخر صبر رنگ لایا

صبر کی بھی ایک حد ہوتی ہے، جب اس کا پیمانہ لبریز ہو گیا تو انھوں نے اپنے رب کو پکارا، اور فریاد کی، مجھے شیطان نے رنج اور تکلیف پہونچا رکھی ہے تو میرے حال پر رحم کر کہ تو ہی سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے آخر اللہ تعالیٰ کو ان کے حال پر رحم آیا اس نے حکم دیا کہ تم اپنے پاؤں سے زمین پر ٹھوکر مارو، ٹھوکر ماری تو ایک چشمہ نکلا، اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارے نہانے اور پینے

کے لیے ٹھنڈا پانی موجود ہے، جب وہ اس پانی سے نہائے اور اس کو پیا تو ان کی تمام بیماریاں دور ہو گئیں اور اس کے ساتھ ہی اللہ نے یہ بھی احسان کیا کہ ان کو پھر تمام نعمتیں اور برکتیں بھی دیں، اور بیوی بچے بھی عنایت کیے۔

بے شک حضرت ایوب علیہ السلام بڑے صبر کرنے والے تھے، کیا ہی اچھے بندے تھے جو ہر بات میں اللہ ہی کی طرف دوڑتے تھے۔

اللہ تعالی ہم سب کو ہر آزمائش اور امتحان سے بچائے لیکن اگر کبھی کوئی مصیبت آجائے تو اس کو اللہ تعالی کی طرف سے اپنے برے کاموں کا ایک امتحان سمجھنا چاہیے اور اللہ کے پیارے نبی حضرت ایوب علیہ السلام کی طرح صبر کرنا چاہیے اور اس حال میں اللہ تعالی کا ذکر اور اس کی تعریف کرنا چاہیے کہ یہ بڑے انسانوں اور بڑے سچے بندوں کی نشانی ہے، اللہ پاک ہم سب کو صبر و ثبات اور ہر حال میں اپنے مالک حقیقی کی تعریف کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

حضرت یونس علیہ السلام

قرآن پاک میں آپ کا ذکر بار بار آیا ہے، سورۂ انعام، سورۂ یونس، سورۂ صافات اور سورۂ انبیاء میں آپ کا ذکر مبارک ملتا ہے۔

حضرت یونس علیہ السلام ملک عراق کے شہر نینوا میں پیدا ہوئے تھے جس شہر کی طرف آپ کو نبی بنا کر بھیجا گیا تھا اس کی آبادی ایک لاکھ یا اس سے کچھ زیادہ تھی آپ بھی لوگوں کو بت پرستی سے منع فرماتے تھے اور ایک اللہ کی عبادت کی تعلیم دیتے رہے، برائیوں سے منع کرتے اور اچھائیوں کی ہدایت کرتے اس بات سے آپ کی قوم آپ کی دشمن ہوگئی، آخر قوم کی بار بار مخالفت سے تنگ آکر آپ نے فرمایا کہ اب اللہ کا عذاب تم پر آکر رہے گا، اور یہ کہہ کر دریا کی

طرف چلے گئے ایک کشتی جانے کے لئے تیار تھی اس پر سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔

جب کشتی بیچ دریا میں پہنچی تو رک گئی، ملاح نے کہا اس کشتی میں کوئی غلام ہے جو اپنے مالک سے بھاگ کر آیا ہے، جب تک وہ نہیں اترے گا کشتی نہیں چلے گی، قرعہ ڈالا گیا تو آپ کا نام نکلا لوگوں نے زبردستی آپ کو دریا میں پھینک دیا، اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک مچھلی دیر سے منہ کھولے کھڑی تھی اس نے آپ کو نگل لیا لیکن حضرت یونس علیہ السلام برابر اللہ کی پاکی اور بزرگی بیان کرتے رہے، اگر آپ اللہ کی پاکی اور بزرگی بیان کرنے والے نہ ہوتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے، مگر اللہ میاں بے حد مہربان اور رحمت کرنے والے ہیں، وہ ہر توبہ والے کی توبہ قبول کرتے ہیں اور ہر پناہ چاہنے والے کو پناہ بخشتے ہیں، حضرت یونس علیہ السلام بغیر اللہ کی مرضی کے بھاگ آنے پر شرمندہ تھے۔ اللہ نے ان کو معاف کردیا عاجز آکر اندھیرے میں پکار اٹھے لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّی كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ. اے اللہ تیرے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں تو پاک ہے میں نے اپنے اوپر ظلم کیا۔

اللہ تعالی نے ان کی دعا قبول کی اور غم سے نجات دی، مچھلی کے پیٹ سے نکال کر میدان میں ڈال دیا اور اس پر ایک بیل دار درخت اگا دیا۔

حضرت یونس علیہ السلام کے اپنی قوم سے روانہ ہونے کے بعد اللہ تعالی نے ان پر ایک بڑا سخت عذاب بھیجا، لیکن جب قوم نے دیکھا کہ عذاب آرہا ہے تو وہ سب جنگلوں میں آکر اللہ سے استغفار کرنے اور توبہ کرنے لگے، اللہ تعالی نے عذاب دور کردیا۔

حضرت یونس علیہ السلام اچھے ہو کر دوبارہ قوم کے پاس آئے تو وہ ان کے انتظار میں تھے، چوں کہ انھوں نے اپنی آنکھوں سے عذاب دیکھ لیا تھا، اس

لئے سب کے سب ایمان لے آئے، اور صدیوں تک امن وچین سے رہے، اس طرح اللہ کا وعدہ پورا۔ کہ جو لوگ ایمان لائیں گے ان کو خوب رزق دوں گا اور برکتیں عطا کروں گا۔ چنانچہ قوم یونس علیہ السلام سے تمام عذاب اور تکالیف دور ہوگئیں جو حضرت یونس علیہ السلام کی بددعا اور ناراضگی کی وجہ سے ان پر مسلط ہوگئی تھی۔

حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں جو دعا کی یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ، اب جب کوئی مصیبت یا آفت نازل ہوتی ہے تو اس کو پڑھا جاتا ہے اللہ پاک اس کی برکت سے آفات کو دور کردیتا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام

حضرت داؤد علیہ السلام بھی بنی اسرائیل کے بڑے نبی گزرے ہیں، آپ کا ذکر قرآن پاک میں کئی جگہ آیا ہے، سورہ صٓ میں خصوصیت سے نہایت تفصیل سے ملتا ہے یہ سورہ پارہ: ۲۳ میں ہے آپ پر آسمانی کتاب زبور نازل ہوئی تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے انتقال کے کافی عرصہ بعد بنی اسرائیل کے سرداروں نے اس وقت کے نبی سے کہا کہ ہم کو ایک بادشاہ کی ضرورت ہے، جس کی سرداری میں ہم اللہ کے دشمنوں سے جنگ کریں، اللہ کے نبی ان کی حالت کو خوب جانتے، پہلے انھوں نے انکار کردیا کہ یہ لوگ بزدل ہیں جنگ وغیرہ کچھ نہیں کریں گے، مگر جب قوم اور سرداروں کا اصرار بڑھا، اور وہ نہیں مانے تو اللہ کے نبی نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ مقرر کیا ہے،

طالوت ایک غریب آدمی تھے، سردار امیر لوگ طالوت کا نام سنتے ہی ناراض ہو گئے کہ سرداری اور بادشاہت تو ہمارا حق تھا، یہ غریب آدمی کو کیسے مل گیا؟

حضرت طالوت بڑے عالم، عابد، جنگ کے ماہر اور بڑے بہادر طاقتور آدمی تھے، اس لئے اللہ نے ان کو بادشاہ مقرر کیا تھا، اللہ کے نزدیک تو امیر وغریب سب برابر ہیں اس کے نزدیک وہی اچھا ہے جو نیک ہو۔

لوگوں کو تسلی کے لئے اس وقت کے نبی نے یہ فرمایا تھا کہ حضرت طالوت کو بادشاہ بنانے کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ تین صندوق میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کی یادگار ہے اسے فرشتے اٹھا کر تمہارے پاس لے آئیں گے، چنانچہ فرشتے وہ صندوق ان کی قوم کے پاس لے آئے، آخر انھوں نے حضرت طالوت کو اپنا بادشاہ بنالیا۔

آخر جب طالوت اپنی فوج لے کر روانہ ہونے لگے تو انھوں نے اپنی قوم کی ایک آزمائش کی کہ اگر کوئی مصیبت آئی تو یہ لوگ اس کا مقابلہ کریں گے یا بھاگ جائیں گے، انھوں نے کہا کہ آگے چل کر پانی کی ایک نہر آئے گی جس نے اس کا پانی پی لیا اس کو مجھ سے کوئی تعلق نہ ہوگا، میرا آدمی وہ ہے جو اس میں سے نہ پئے زیادہ سے زیادہ ایک چلو پینے کی اجازت ہے، مگر جب نہر پر پہونچے تو چند لوگوں کے سوا سب نے خوب پانی پی لیا۔ جب نہر کے پار اتر گئے تو کہنے لگے ہم اپنے دشمن جالوت سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھتے مگر ان میں وہ لوگ جو ایماندار تھے اور جنھوں نے صرف ایک گھونٹ پانی پیا تھا وہ پکار اٹھے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اللہ کے حکم سے تھوڑی سی جماعت بڑی جماعت پر غالب آجاتی ہے اللہ ہمیشہ صبر کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے، جب یہ لوگ جالوت کے لشکر کے سامنے آئے تو دعا کی کہ اے ہمارے رب! ہمیں اپنے پاس سے صبر عطا کر کہ

مر مٹیں، مگر دشمن سے ڈر کر پیچھے نہ ہٹیں، ہمارے پاؤں جمائے رکھ اور ہمیں فتح دے، پھر اللہ کے حکم سے انھوں نے دشمن کو شکست دی۔

حضرت طالوت علیہ السلام کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ نے حکومت عطا کی اور حکومت بھی ایسی عطا کی کہ انسانوں کے ساتھ پہاڑوں اور پرندوں کو بھی ان کا فرمانبردار کر دیا ان کو دانائی اور مقدموں کے فیصلے کرنے کی لیاقت بخشی، پھر بھی وہ اللہ کی عبادت ہر وقت کرتے رہے، اللہ نے ان کو حکم دیا تھا کہ پوری پوری زرہیں بنائیں، کڑیوں کے جوڑنے میں مناسب انداز کا خیال رکھیں، اور اپنی زندگی نیک کاموں پر خرچ کریں۔

ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے ان کا امتحان لیا، اس طرح کہ دو آدمی دیوار پھاندکر ان کے مکان میں گھس آئے، جس میں وہ عبادت کرتے تھے۔ آپ نے انھیں دیکھا تو گھبرا گئے، انھوں نے کہا آپ گھبرائیں نہیں، ہم اپنا جھگڑا لے کر آئے ہیں میرے اس بھائی کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک ہے اب یہ ایک دنبی کو بھی لینا چاہتا ہے، آپ انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں۔

آپ نے فرمایا کہ جو تم سے دنبی مانگ رہا ہے اس میں یہ زیادتی پر ہے اور اکثر شریک ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں، البتہ جو لوگ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں وہ اس زیادتی سے بچ جاتے ہیں مگر ایسے شریک بہت کم ہوتے ہیں، جب یہ لوگ چلے گئے تو آپ کو خیال گزرا کہ اللہ نے یہ میرا امتحان لیا ہے انھوں نے توبہ کی، سجدے میں گر پڑے اور اللہ کی طرف توجہ کی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے داؤد ہم نے تمھیں اس زمین کا خلیفہ بنایا ہے، لوگوں میں انصاف کرنا اور اپنی خواہش پر نہ چلنا ورنہ اللہ کی راہ سے بھٹک جاؤ گے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے قصے میں ہم کو یہ سبق ملتے ہیں۔

(۱) مسلمانوں کے بادشاہ کے لئے امیر ہونا ضروری نہیں بلکہ اس کو عالم، طاقتور و بہادر اور لڑائی کے طریقے معلوم ہونے چاہئیں، جیسے حضرت طالوت گو غریب آدمی تھے، مگر یہ سب خوبیاں ان میں موجود تھیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو بادشاہ بنایا۔

(۲) دشمن سے لڑائی جیتنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ تعداد زیادہ ہو، مگر ضروری یہ ہے کہ ہمارا اللہ پر کامل یقین ہو کہ وہ ہماری مدد کرے گا ہم موت سے نہ ڈریں اور اپنے امیر کی اطاعت کریں۔

ہمارے پاس کتنی ہی دولت آجائے یہاں تک کہ چرند پرند، پہاڑ لوہا سب ہمارے تابع ہو جائے مگر ہمیں اللہ کو نہیں بھولنا چاہئے دل کی خواہش پر نہ چلنا چاہئے سب کے ساتھ انصاف کرنا چاہئے۔

حضرت لقمان علیہ السلام

حضرت لقمان علیہ السلام کا نام آپ نے سنا ہوگا، اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی حکمت عطا کی تھی کہ ان کا نام آج تک زندہ ہے اور قرآن پاک میں بھی ایک سورت کا نام لقمان ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

ہم نے لقمان کو عقلمندی دی اور کہا کہ حق تعالیٰ کا حق مان، اگر تو اللہ تعالیٰ کا حق مانے گا تو یہ تیرے ہی بھلے کے لئے ہوگا۔

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو چند نصیحتیں کیں جن کا اس سورت میں ذکر ہے ان نصیحتوں کا مطلب یہ ہے۔

۱:- اے بیٹے! اللہ تعالیٰ کا شریک کسی کو نہ بنانا کہ بڑی ناانصافی ہے۔

۲:- ماں باپ کا کہنا ماننا کہ تیری ماں نے تجھ کو پیٹ میں رکھا اور اس کے لئے کتنی تکلیفیں اٹھائیں، پھر دو برس تک دودھ پلایا، ہاں اگر تمہارے ماں باپ یہ کہیں کہ اللہ کا کسی کو شریک بناؤ تو پھر ان کا کہنا نہ ماننا، لیکن ان کی خدمت پھر بھی کرتے رہنا۔

۳:- اے میرے بیٹے! اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر ہوگی اور وہ کسی پتھر میں ہو یا آسمان وزمین میں کہیں بھی ہوگی اللہ اس کو قیامت کے روز حاضر کردے گا۔

۴:- اے میرے بیٹے! نماز پڑھا کر اور بھلی بات سکھا اور برائی سے منع کر اور جو تجھ پر مصیبت پڑے اس پر صبر کر، بے شک یہ ہمت کے کام ہیں۔

۵:- اور لوگوں کی طرف اپنے گال نہ پھلا اور زمین پر اکڑ تا مت چل یعنی غرور نہ کر، اللہ کو اترانے والے اور غرور کرنے والے پسند نہیں۔

۶:- اور چل میسح کی چال، اور نیچی کر اپنی آواز بے شک بری آواز گدھوں کی سی ہے۔

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو جو نصیحتیں کیں وہ ہم سب کے لئے بھی ہیں کہ اللہ کا شریک کسی کو نہ کریں اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم یقین کرلیں کہ ہر کام کا کرنے والا اللہ ہی ہے۔

ماں باپ کا کہنا مانیں۔

اگر ہم ذرہ برابر بھی نیکی یا برائی کریں گے تو اللہ تعالی اس کو قیامت کے روز حاضر کردے گا، اس لئے ہم کو نیکیاں زیادہ سے زیادہ کرنی چاہئے اور برائیوں سے بچنا چاہئے تا کہ قیامت کے روز ہمارے نیکیوں کا پلہ بھاری رہے، نماز پڑھا کریں اور لوگوں کو نیک بات سکھایا کریں، اور بری بات سے منع کریں،

اور نیک بات سمجھانے اور بری بات کو روکنے میں ہم کو کچھ تکلیف برداشت کرنی پڑے تو اس پر صبر کریں کہ یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

غرور نہ کیا کریں کہ یہ اللہ کو بہت ناپسند ہے۔

اونچی آواز سے نہ بولا کریں کہ گدھے کی آواز سے مشابہ ہے۔

ان سب باتوں کو اپنے دل میں بٹھالو۔

حضرت سلیمان علیہ السلام

حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے تھے جن کا قصہ تم پہلے سن چکے ہو، قرآن پاک میں آپ کا ذکر سورۂ بقرہ، سورۂ انعام، سورۂ انبیاء، سورۂ نمل، سورۂ سبا، اور سورۂ ص میں ہے آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی نبوت اور بادشاہت دونوں عطا کی تھی انسانوں کے علاوہ جن، ہوا، اور جانور بھی آپ کے تابع کردیئے تھے۔ آپ ان سب کی بولیاں بھی سمجھتے تھے اور بولتے تھے۔ آپ کے زمانہ میں بنی اسرائیل کو بہت بڑائی حاصل ہوئی جو اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بھی باوجود اتنی طاقت اور سلطنت کے اللہ کی یاد میں مشغول رہتے تھے، ان کو دنیا کی بڑی سے بڑی چیز بھی اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرسکتی تھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ اعلیٰ درجہ کے گھوڑوں کو دیکھ رہے تھے۔ ان کے دیکھتے دیکھتے عصر کی نماز کو دیر ہوگئی، آپ نے ان کو پھر بلایا اور ان کی پنڈلیاں اور گردنیں کاٹ ڈالیں تاکہ جن کی محبت نے اللہ کی یاد سے غافل کردیا ان کو ختم کردیا جائے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے آپ اپنی فوجوں کے ساتھ تشریف لے جارہے تھے چلتے چلتے چیونٹیوں کی وادی میں پہونچے، ایک چیونٹی نے کہا اپنے اپنے گھروں

میں گھس جاؤ، ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اس کا لشکر تمھیں تباہ کردے، اور انھیں اس کی خبر بھی نہ ہو، آپ چیونٹی کی بات سن کر مسکرائے اور کہا کہ اے اللہ مجھے توفیق دے کہ میں تیری نعمتوں کا شکر ادا کروں، جو تو نے مجھے اور میرے ماں باپ کو دی ہیں، اور ایسے نیک کام کروں جن سے تو خوش ہو اور اپنی مہربانی سے میرے مرنے کے بعد مجھے اپنے نیک بندوں میں داخل کر۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ نے پرندوں کی حاضری لی تو اس میں ہُدہُد نظر نہیں آیا، آپ نے فرمایا کہ اس کی غیر حاضری پر ہم اس کو سخت سزا دیں گے، یا ذبح کردیں گے، ورنہ اس غیر حاضری کی وجہ بیان کرے، تھوڑی دیر بعد ہدہد آگیا، اس نے عرض کیا کہ سبا کے شہر سے بالکل صحیح خبر لے کر آیا ہوں۔

میں نے ایک عورت دیکھی ہے جو وہاں حکومت کرتی ہے، اس کے پاس ہر طرح کا سامان ہے، اس کا بہت بڑا تخت ہے، ملکہ اور اس کی قوم کے لوگ سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کو سیدھے راستہ سے روک دیا ہے۔

ہدہد نے بیان ختم کیا تو آپ نے اس ملکہ کے نام خط دیا۔

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ ہم سے سرکشی نہ کرو اور فرمانبردار ہو کر ہمارے دربار میں حاضر ہو۔ اور فرمایا کہ اسے سبا کی ملکہ کے پاس لے جاؤ پھر دیکھو وہاں سے کیا جواب ملتا ہے؟

سبا کی ملکہ نے جس کا نام بلقیس تھا، یہ خط اپنے درباریوں کو پڑھ کر سنایا، اور ان سے پوچھا کہ تم اس کی بابت کیا کہتے ہو؟ سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم بڑے طاقت والے اور بڑے لڑنے والے ہیں، ویسے آپ کو اختیار ہے جو حکم دیں، ملکہ نے کہا! بادشاہ جب کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں تو اسے تباہ و برباد کردیتے ہیں اور ایسا ہی یہ بھی کریں گے میں ان کے پاس کچھ تحفے بھیج کر دیکھتی ہوں کہ میرے

ایلچی کیا جواب لاتے ہیں؟ جب ایلچی تحفے لے کر آئے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تمہارے تحفے تم ہی کو مبارک ہوں تم انھیں واپس لے جاؤ۔

جب ایلچی نے واپس جا کر بلقیس سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی باتیں کہیں تو وہ دربار میں حاضر ہونے کی تیاریاں کرنے لگی، ایلچی کے واپس جانے کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے دربار والوں کو حکم دیا کہ ملکہ کے تخت کو ہمارے پاس لاکر حاضر کرو، ایک بڑا دیو بولا کہ میں اس سے پہلے کہ آپ دربار سے جائیں، آپ کی خدمت میں پیش کردوں گا، مگر ایک شخص اور کہ جس کو اللہ نے کتاب کا علم دیا تھا، اس نے کہا کہ میں آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے تخت لے آؤں گا، چنانچہ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا، تو آپ نے فرمایا کہ میرے اللہ کا امتحان ہے کہ میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں یا نہیں۔

بہر حال تخت کی صورت بدل کر بچھا دیا گیا اور بلقیس آگئی تو اس سے پوچھا کہ تمہارا تخت بھی ایسا ہی ہے، بلقیس نے جواب دیا یہ تو بالکل ویسا ہی ہے اور ہم تو پہلے ہی آپ کی شان وشوکت اور قوت وطاقت کو جانتے تھے، اور آپ کو مان گئے تھے، جس چیز کو یہ اللہ کے سوا پوجتی تھی اس نے اس کو اب تک سلیمان کے پاس آنے سے روک رکھا تھا۔

پھر بلقیس سے محل میں جانے کو کہا گیا جب اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا محل دیکھا جو شیشے کا بنا ہوا تھا، اور معلوم ہوتا تھا کہ پانی سے بھرا ہوا ہے بلقیس نے اس میں سے گزرنے کے لئے اپنے پائینچے اوپر اٹھا لئے اور اپنی دونوں پنڈلیاں کھولدیں، حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیکھا تو فرمایا یہ محل ہے جس میں شیشے جڑے ہوئے ہیں۔

غرض جب بلقیس کو اپنے مذہب کی غلطی معلوم ہوئی تو پکار اٹھی، اے

اللہ! میں نے جو اتنی مدت تک سورج کی پوجا کی، اور میری وجہ سے میری قوم بھی اس کو پوجتی رہی، تو میں نے اپنے اوپر ظلم کیا، اب میں سلیمان کے ساتھ تمام جہانوں کے پالنے والے پر ایمان لاتی ہوں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اتنے بڑے نبی اور اتنے بڑے بادشاہ تھے کہ انسان، جن، پرندے، اور ہوا سب ان کے تابع تھے، مگر آپ غریبوں اور بے کسوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور اپنے ہاتھ سے چٹائیاں اور ٹوکریاں بنا کر روزی کماتے تھے، ہر وقت یادِ الٰہی میں مشغول رہتے، راتوں کو بہت کم سوتے، دن میں اللہ کی مخلوق کی خدمت کرتے بس یہی ان کی زندگی تھی۔

عبادت الٰہی اور خدمتِ خلق

حضرت زکریا علیہ السلام

حضرت زکریا علیہ السلام بھی بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے، آپ کے زمانہ میں بنی اسرائیل کی حالت بہت خراب تھی مگر پھر بھی ان میں نیک لوگ بھی تھے، اور ایسی عورتیں بھی تھیں جو اولاد کو دین کے لئے وقف کر دیتی تھیں اور ان سے دنیا کا کام نہ لیا جاتا تھا۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور کہا کہ اے اللہ! میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں، سر بڑھاپے سے سفید ہوگیا ہے، میں تجھ سے دعا کرکے کبھی ناکام نہیں رہا، میری بیوی بانجھ ہے، اور مجھے اپنے بھائی بندوں سے ڈر ہے، پس تو مجھے نیک وارث عطا کر، جو میرا اور یعقوب کی اولاد کا وارث ہو، اس کو ہر دلعزیز بنا اور مجھے اکیلا نہ چھوڑ۔

ایک روز حضرت زکریا نماز پڑھ رہے تھے تو فرشتوں نے انھیں آواز

دی کہ اللہ تمھیں یحیٰ کے پیدا ہونے کی خوشخبری دیتا ہے، یہ اللہ کے حکم کی تصدیق کرے گا، آپ نے یہ خوشخبری سنی تو تعجب سے کہنے لگے کہ اس عمر میں میرے لڑکا کیسے پیدا ہوگا، جب کہ میں بوڑھا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے، جواب ملا ہمارے لئے تمام باتیں آسان ہیں۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے عرض کیا کہ میرے اطمینان کے لئے کوئی نشانی مقرر کردیجئے، حکم ہوا کہ تم لوگوں سے تین دن تک اشارے کے سوا باتیں نہ کروگے، اللہ کو خوب یاد کرو، اس کی بزرگی صبح وشام بیان کرو، آپ اپنے حجرے سے نکل کر لوگوں کے پاس آئے اور انھیں حکم دیا کہ صبح وشام اللہ کی پاکی بیان کرتے رہیں، اللہ میاں نے انکی بیوی کو اچھا کردیا اور یحیٰ علیہ السلام پیدا ہوگئے۔

حضرت یحیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالی کا حکم تھا کہ وہ توریت پر خوب اچھی طرح عمل کریں، ابھی حضرت یحیٰ علیہ السلام بچے ہی تھے کہ اللہ تعالی نے ان کو دانائی بخشی، رحم دلی اور پاکیزگی عطا کی، وہ پرہیزگار تھے اور اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتے تھے، وہ سرکش اور نافرمان نہ تھے۔

حضرت یحیٰ علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالی نے قرآن پاک میں فرمایا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ "جس دن وہ پیدا ہوئے اور جس دن مرے اور جس روز زندہ ہوکر اٹھائے جائیں گے، ان پر اللہ کی سلامتی اور امان ہو، یہ لوگ نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے امید اور ڈر سے اللہ کو پکارتے تھے اور اسی کے آگے عاجزی کرتے تھے۔

حضرت مریم علیہا السلام

قرآن کریم میں حضرت مریمؑ کا ذکر کئی جگہ آیا ہے، خصوصاً سورۂ مریم

میں اس کا ذکر زیادہ ہے۔ آپ کے پیدا ہونے سے پہلے آپ کی والدہ نے اللہ سے منت مانی کہ میرے ہاں اولاد ہوگی تو اس سے دنیا کا کوئی کام نہ لوں گی اور اسے اللہ تعالیٰ کی نذر کروں گی تا کہ تمام عمر عبادت الٰہی کرتا رہے، مگر جب لڑکے کی جگہ حضرت مریم پیدا ہوئیں تو آپ کی والدہ کو بہت رنج ہوا کہ اب میں اپنی منت کیسے پوری کروں؟ میرے ہاں تو لڑکی ہوئی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے انھیں قبول کیا، آپ کی والدہ نے کہا کہ میں ان کا نام مریم رکھتی ہوں، اور اس کو اور اس کی اولاد کو شیطانِ مردود سے اللہ کی پناہ میں دیتی ہوں، ان کو حضرت زکریا کی نگرانی میں دیدیا گیا، یہ ہر وقت مسجد کی محراب میں بیٹھی عبادت کرتی رہیں، اللہ تعالیٰ ان کو بے موسم پھل کھانے کو دیتا، حضرت زکریا جب بھی ان کے پاس جاتے اور ان کے پاس یہ چیزیں دیکھتے تو ان کو بہت تعجب ہوتا اور حضرت مریمؑ سے پوچھتے کہ یہ چیزیں تمہارے پاس کہاں سے آئیں، حضرت مریمؑ جواب دیتیں کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، وہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ وہ اپنے لوگوں سے پردہ کر کے الگ پورب رخ ایک جگہ جا بیٹھیں، اللہ پاک نے جبریلؑ کو ان کے پاس بھیجا، وہ ان کے پاس کامل انسان کی شکل میں آئے، حضرت مریمؑ نے غیر آدمی کو دیکھا تو پکار اٹھیں، اگر تم نیک آدمی ہو تو میں پناہ مانگتی ہوں۔ فرشتے نے کہا کہ میں تمہارے رب کی طرف سے بھیجا گیا ہوں کہ تمھیں پاک لڑکا دوں، اس کا نام مسیح ہوگا، وہ دنیا اور آخرت میں معزز اور اللہ کے نیک مقرب بندوں میں سے ہوگا۔ جھولے میں اور بڑا ہو کر لوگوں سے باتیں کرے گا اور نیک بچوں میں سے ہوگا، حضرت مریم نے کہا: میرے ہاں لڑکا کیسے ہو سکتا ہے؟ مجھے کسی آدمی نے چھوا تک نہیں، اور میں بدکار بھی نہیں ہوں، اللہ کی طرف سے جواب ملا کہ ایسا ہو کر

رہے گا ہم اس کو لوگوں کے لئے نشانی بنائیں گے اور اپنی رحمت کا ذریعہ قرار دیں گے، اس کو کتاب، عقل اور دانائی، تورات اور انجیل کی تعلیم دیں گے، اور اسے بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجیں گے، اس کے بعد جبرئیلؑ نے ان کے گریبان میں پھونک ماردی جس سے حضرت مریم کو حمل ہو گیا، وہ دور ایک مکان میں چلی گئی، انھیں درد ہوا، اور وہ اس درد کی وجہ سے کھجور کے ایک درخت کے نیچے چلی گئیں، اور انھیں آواز آئی کہ تو غم نہ کر، رب نے تیرے پاس پانی کا چشمہ بہادیا ہے، اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا تجھ پر پکی پکی کھجوریں گر پڑیں گی، تو کھجوریں کھا اور چشمے کا پانی پی، بیٹے کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر، پھر اگر کسی آدمی کو اعتراض کرتا دیکھے تو کہہ دینا کہ میں نے رب کے لئے روزے کی منت مانی ہے، اس لئے میں کسی سے بات نہ کروں گی۔

حضرت مریم اپنے بچے کو لے کر قوم کے پاس آئیں تو انھوں نے دیکھ کر کہا کہ تو نے بہت برا کام کیا، تیرا باپ اور تیری ماں دونوں میں سے کوئی بھی بد چلن نہ تھا، اپنے بچے کی طرف اشارہ کیا، مگر ان لوگوں نے کہا کہ ہم اس گود کے بچے سے کس طرح بات کریں۔

بچہ بول اٹھا! میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب دی ہے، نبی بنایا ہے، جہاں کہیں رہوں مجھے برکت والا کیا ہے، جب تک زندہ رہوں مجھے نماز اور روزے کا حکم دیا ہے، اپنی ماں کے ساتھ بھلائی کرنے والا بنایا ہے سرکش اور بدبخت پیدا نہیں کیا۔ مجھ پر اللہ کی امان ہو، جس روز پیدا ہوا، جس روز مروں اور جس روز زندہ اٹھایا جاؤں۔

اللہ پاک قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ یہ تھے عیسیٰ مریم کے بیٹے، جس میں جھگڑتے ہیں، اللہ ایسا نہیں کہ اولاد رکھے، وہ پاک ذات ہے جب کوئی کام

کرنا چاہتا ہے تو یہی کہتا ہے اس کو کہ "ہوجا" وہ ہو جاتا ہے۔

عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس کو افترا (جھوٹ اور بہتان) قرار دیا اور جو ٹھیک بات تھی وہ بتا دی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت مریم کے بیان میں آپ کو بتایا جا چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کس طرح اللہ کے حکم سے ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچپن میں بولنا سکھا دیا، آپ نے لوگوں سے باتیں کیں، یہ آپ کا معجزہ تھا، اللہ پاک نے آپ کو نبی بنا کر بنی اسرائیل کی طرف بھیجا، جن میں توریت کی تعلیم کے متعلق بہت اختلاف ہو چکا تھا اور توریت کی تعلیم کے خلاف عمل کرتے تھے، اللہ پاک نے آپ کو انجیل مقدس دی، آپ اسکی تعلیم لوگوں کو سکھاتے رہے، اللہ تعالیٰ نے آپکو بڑے بڑے معجزے عطا کئے تا کہ لوگ ان کو دیکھ کر ایمان لے آئیں۔

آپ نے فرمایا کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی شکل بناتا ہوں، مردے کو زندہ کرتا ہوں، جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ تم اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو تمھیں بتا دیتا ہوں، میں تورات کی تصدیق کرتا ہوں، بعض چیزیں تم پر حرام کر دی گئی تھیں انھیں تمہارے لئے حلال کرتا ہوں، میں تمہارے پاس رب کی نشانیاں لے کر آیا ہوں، تمھیں ایک رسول کی خوشخبری دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا، ان کا نام "**احمد**" ہوگا۔

اب تم اللہ سے ڈرو، میری بات مان لو، اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جو لوگ ان زندگی میں ایمان لائے انھیں حواری کہتے ہیں، انھوں نے آپ سے درخواست کی کہ اللہ ہم پر آسمان سے

خوان اتارے، آپ نے فرمایا ایسے سوالات مت کرو، مگر انھوں نے جواب دیا کہ ہم اپنے دل کا اطمینان چاہتے ہیں اور آپ کی سچائی پر ہمیشہ گواہ رہیں گے۔ جب ان لوگوں کا اصرار بڑھ گیا تو آپ نے یوں دعا کی۔ اے میرے رب! ہم پر آسمان سے خوان اتار جو ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لئے عید ہو، اور تیری ایک نشانی، اللہ نے جواب دیا کہ میں اس کو تم پر اتاروں گا، لیکن اگر اس کے بعد تم میں سے کسی نے ناشکری کی تو میں اس کو بہت سخت سزا دوں گا۔

حضرت عیسیٰؑ بنی اسرائیل کو نصیحت کرتے رہے، لوگوں نے ایک نہ مانی اور آپ کو مارنے کی تدبیریں شروع کر دیں، اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ سے فرمایا، میں پہلے تجھے اپنی طرف بلند کروں گا پھر وفات دوں گا، اور جن لوگوں نے تیرا انکار کیا ہے ان سے تجھ کو پاک کرنے والا ہوں، جو لوگ تیری بات مان لیں گے انھیں انکار کرنے والوں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔

دشمنوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی تدبیر یہ تھی کہ حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ حضرت مریمؑ کو ایک اونچی جگہ دے دی جو رہنے کے قابل تھی۔

وہ یہودی بڑے بے حیا تھے جنھوں نے حضرت مریمؑ جیسی پاک دامن عورت پر الزام لگایا، اور پھر یہ کہا کہ ہم نے اللہ کے رسول عیسیٰؑ بن مریم کو قتل کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ان کو نہ کسی نے قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام عمر اپنی قوم سے بھی یہی کہتے رہے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، اور عبادت کے لائق صرف ایک اللہ ہے، لیکن ان کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ان کی قوم یعنی عیسائی گمراہ ہو گئے اور کہنے لگے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں، اور یوں

کہنے لگے خدا تین ہیں:

(۱) ایک اللہ تعالیٰ (۲) ایک حضرت جبرئیل (۳) ایک عیسیٰ مسیح۔

یہودی اور عیسائی دونوں نے اپنے نبی کو خدا بنالیا، یا ان کو خدا کا مرتبہ دیدیا کہیں مسلمان بھی اپنے نبی کو خدا نہ بنالیں اس لئے کلمہ دوم میں مسلمانوں کو سکھادیا گیا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اصحاب کہف

اصحاب کہف کے معنی غار والے کے ہیں، یہ چند سچے مؤمن نوجوان بچوں کا قصہ ہے جس کو قرآن پاک میں سورۂ کہف میں بیان کیا گیا ہے۔

آج سے سیکڑوں برس پہلے کسی ملک میں ایک مشرک اور ظالم بادشاہ تھا، وہ خود بھی اللہ کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرتا تھا اور دوسروں کو بھی بتوں کی پوجا کا حکم دیتا تھا، جو ایسا نہیں کرتا اس کو سخت سزائیں دیتا، ان کی سلطنت میں کچھ نوجوان بچے جن کی تعداد تقریباً سات تھی، اللہ نے ان کو سیدھا راستہ دکھایا، یہ اللہ کو مانتے اور بتوں کو پوجنے کو برا سمجھتے تھے، ان کے ماں باپ نے ان کو بہت سمجھایا کہ بادشاہ کو اگر خبر ہوگئی تو قتل کرادے گا، لیکن ان بچوں کے دل میں اللہ کی محبت گھر کر گئی تھی، ماں باپ کی بھی نہ سنی، اور اللہ کی تعریف علانیہ کرنے لگے، آخر ایک دن بادشاہ کو خبر پہونچ گئی، لڑکے ڈر کی وجہ سے ایک پہاڑ کے غار میں جا کر چھپ گئے، ان کے ساتھ ان کا کتا بھی تھا وہ بھی ساتھ چلا گیا۔

جب کوئی شخص اللہ کا ہو جاتا ہے تو اللہ بھی اس کی مدد کرتا ہے، جب یہ غار میں پہونچے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو سلا دیا اور کتا غار کے منہ پر بیٹھ گیا، اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے سلا دیا، اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانی اور لوگوں کو اپنی قدرت دکھانے کے لئے تین سو نو سال تک سلائے رکھا اس عرصہ میں پتہ نہیں کتنے بادشاہ ختم ہو گئے، زمانہ بدل گیا لوگ بدل گئے۔ تین سو نو سال بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو تھوڑی دیر کے لئے جگایا ان کو ایسا معلوم ہوا کہ وہ ابھی سوئے تھے، انھوں نے دیکھا کہ سب چیزیں اسی طرح موجود ہیں جس طرح وہ سوئے تھے، کتا بھی اسی غار کے منہ پر بیٹھا تھا، ان کو بھوک معلوم ہوئی تو انھوں نے اپنے چند ساتھیوں کو سکے دیئے کہ چھپ چھپا کر کسی طرح بازار جا کر کچھ کھانا لے آئیں، جب یہ ساتھی بازار گئے تو وہاں کی ہر چیز بدلی ہوئی نظر آئی، دوکان پر پہونچے، کھانا خریدا، جب وہ سکہ دیا تو لوگوں کو بہت تعجب ہوا کہ یہ سکہ فلاں بادشاہ کے وقت کا ہے، جس کو مرے ہوئے کئی سو برس ہو گئے، لوگوں کو شک گزرا کہ کہیں کوئی خزانہ تو ان کو ہاتھ نہیں لگا، اور آہستہ آہستہ یہ بات اس وقت کے بادشاہ کو پہونچ گئی، یہ بادشاہ بہت ایماندار تھا اور اللہ کو اور روز قیامت کو مانتا تھا، اس نے ان لڑکوں کو اپنے دربار میں بلایا اور سارا قصہ سنا، بادشاہ کو اور حاضرین کو بہت تعجب ہوا، بادشاہ مع درباریوں کے اس غار تک آئے، انھوں نے ان لڑکوں کو سوتا ہوا دیکھا ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں مگر جسم سو رہے تھے، بادشاہ اور ان کے درباریوں پر ایک وحشت طاری ہو گئی اور واپس چلے آئے، یہ لڑکے جو کھانا لینے آئے تھے غار میں داخل ہوتے ہی اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر سو گئے۔

بادشاہ اور ان کے درباریوں کو اور یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ بڑی طاقت اور قدرت والا ہے، مرنے کے بعد وہ اسی طرح زندہ کرے گا، جس طرح ان غار

والوں کو کہا ہے، یہ لوگ اسی غار میں قیامت تک سوتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ سے ہم کو بتایا کہ وہ اپنے ماننے والوں کی حفاظت کرتا ہے، ظالموں سے نجات کی ایسی صورتیں پیدا کر دیتا ہے جو کسی انسان کے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتیں۔ ہم کو یہ بھی سبق ملتا ہے کہ جس شخص میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو جاتی ہے وہ کسی بڑے سے بڑے بادشاہ سے بھی نہیں ڈرتا۔

تو آیئے! ہم سب بھی اللہ سے محبت کریں اور یقین پیدا کریں کہ ہر کام اسی سے ہوتا ہے اور جو کچھ ہوتا ہے اور جو کچھ ہم دنیا میں اچھا یا برا کام کریں گے، قیامت کے روز ہم کو اس کا بدلہ ملے گا۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لیکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش تک کے حالات

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر پہلے سن چکے ہو انھوں نے بھی اپنی قوم سے کہا تھا کہ میرے بعد ایک نبی آئیگا ان کا نام **احمد** ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جب اللہ نے آسمان پر زندہ اٹھالیا تو اس کے بعد ڈیڑھ سو سال تک عیسائی ادھر اُدھر بھٹکتے رہے اور آپس میں لڑتے رہے، ان کے عالموں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کو اکٹھا کیا، اس کا نام انجیل مقدس ہے، یہ تعداد میں ہزاروں پہونچ چکی تھیں، اس وجہ سے عیسائیوں میں بڑا جھگڑا ہوا کہ کون سی انجیل صحیح ہے، آخر سب نے اتفاق کر کے سب کتابیں جلادیں، صرف چار باقی رہنے دیں، ان کا نام یہ ہے۔

(۱) متی (۲) یوحنا (۳) لوقا (۴) مرقس۔

یہ چاروں ان کے جمع کرنے والوں کے نام سے مشہور ہیں، مگر یہ بات

آج تک طے نہ ہو سکی کہ اس میں کون سی کتاب اصل انجیل مقدس ہے۔

غرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد جب ہر طرف کفر وشرک اور جہالت پھیل گئی، لوگ پھر بت پرستی میں مبتلا ہو گئے، آدمی، آدمی کا دشمن ہو گیا، شراب، جوا، قتل، لوٹ مار، بدامنی ہر طرف پھیل گئی، شیطان کے ماننے والے دنیا میں پھیل گئے، اور اللہ تعالیٰ کو بھول گئے اللہ تعالیٰ کو پھر اپنی مخلوق پر رحم آیا، وہ بڑا رحمٰن اور رحیم ہے اور اس نے اس دنیا کی ہدایت کے لئے، اور لوگوں کو شیطان کے پنجے سے نکال کر اللہ کا سیدھا راستہ بتانے کے لئے اپنے پیارے حبیب احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ میں پیدا فرمایا۔

از ولادت تا نبوّت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲؍ ربیع الاول کو مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے آپ کی والدہ کا نام آمنہ اور آپ کے والد ماجد کا نام عبداللہ تھا، جو آپ کی پیدائش سے دو ماہ قبل ہی فوت ہو چکے تھے، آپ کے دادا عبدالمطلب تھے، انھوں نے آپ کی سرپرستی فرمائی، اس زمانہ میں عرب میں دستور تھا کہ شریف گھرانوں کے بچے دیہاتوں میں پرورش پاتے تھے، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایک خاتون حلیمہ پرورش کے لئے لے گئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم چھ سال تک دائی حلیمہ کے پاس رہے، آپ سال بھر میں دو مرتبہ والدہ سے ملنے آتے، اس کے بعد والدہ نے اپنے پاس بلالیا، جب آپ چھ برس کے ہوئے تو آپ کی والدہ کا انتقال ہو گیا، والد پہلے ہی فوت ہو چکے تھے، مہربان دادا عبدالمطلب نے جن کو اپنے پوتے سے بہت محبت تھی ان کی پرورش اپنے ذمہ لی، خدا کی شان کی دادا کا سایہ بھی زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہا اور والدہ کے دو سال کے بعد دادا کا سایہ بھی سر

سے اٹھ گیا، اس وقت حضورؐ آٹھ برس کے تھے، دادا کے انتقال کے بعد حضورؐ کے چچا ابو طالب نے اپنی سرپرستی میں لے لیا، چچا کو اپنے بھتیجے سے بے حد محبت تھی اور بیٹوں سے زیادہ چاہتے تھے۔

وحی

عرب کی حالت اس وقت بہت خراب تھی، جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں لوگوں کے درمیان رہ کر پرورش پائی، اور آپ کا اٹھنا بیٹھنا ملنا جلنا انھی لوگوں سے تھا، مگر آپ نے کسی کی گندی عادت نہیں لی، آپ کے ہر کام میں صفائی ستھرائی پائی جاتی تھی۔ آپ کی دیانت سچائی اور پاکیزگی کی شہرت ہوتی چلی گئی، اور لوگ آپ کو صادق اور امین کہکر پکارنے لگے جب آپ پچیس ۲۵ سال کے ہوئے تو آپ کی شادی حضرت خدیجہ سے ہوئی جو بیوہ تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تجارت کا مال لیکر عرب کے مختلف ملکوں میں جاتے، وہاں بھی آپ کو امین اور صادق کہہ کر پکارا جاتا، مکہ معظمہ کے تین میل کے فاصلے پر پہاڑ میں ایک غار تھا، جس کو غارِ حرا کہتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی روز کا کھانا لے کر اس غار میں چلے جاتے، اور وہاں اکثر خدا کی عبادت اور سوچ بچار میں وقت گذارتے، رمضان المبارک کا مہینہ تھا اور آپ کی عمر چالیس برس کی ہو چکی تھی، آپ معمول کے مطابق غار حرا میں مشغول تھے، اچانک حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور قرآن پاک کی یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں۔

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ.

(سورۃ العلق پ: ۳۰ آیت: ۱)

ترجمۃ: پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے بنایا، پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا، انسان کو وہ بتایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

قوم کو دین وایمان کی دعوت

غارحرا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا کی گئی اور حکم دیا گیا کہ اللہ کے بندوں کو اللہ کا سیدھا راستہ بتائیں، یہ کام آسان نہیں تھا، اپنی ذمہ داری کا خیال کر کے آپ کانپ گئے اور گھبرائے ہوئے گھر تشریف لائے، حضرت خدیجہ نے آپ کو تسلی دی اور کہا: میرے آقا آپ پریشان نہ ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہیں وہ آپ کو کبھی خوف ورنج میں نہیں ڈالے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم کے مطابق سب سے پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں اور گہرے دوستوں کو اللہ کی طرف بلایا اور فرمایا ''قُولُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے اس زمانہ میں عرب میں بت پرستی کا زور تھا، خانہ کعبہ جو اللہ کا گھر ہے اس میں بے شمار بت رکھے تھے، ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی اور اس بات پر آپ سے لڑنے کو تیار ہو گئے، سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ کے چچا زاد بھائی، حضرت زید بن حارث آپ کے آزاد کئے ہوئے غلام اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گہرے دوست تھے ایمان لائے اور اللہ کے دین کو پھیلانے لگے۔

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا دین پھیلانے میں بڑی بڑی مشقتیں اور تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں، اللہ پاک قرآن مجید میں اپنے

پیارے نبی کو تسلی دیتا رہا اور ہدایت فرماتا رہا کہ اس طرح کرو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے اور قوم کی عبرت کیلئے پہلے نبیوں کے قصے بتائے گئے کہ جن قوموں نے اپنے نبی کا کہنا مانا وہ دین ودنیا میں کامیاب رہیں، اور جنھوں نے اپنے نبی کا انکار کیا اور اس کا کہنا نہیں مانا وہ قوم اس دنیا سے بھی نیست ونابود کردی گئی اور آخرت میں بھی اس کو بڑی سزا ملے گی۔

یہ قصے تم سب کو سنائے جاچکے ہیں اب ہم قرآن پاک سے صرف چند واقعات لکھتے ہیں، کہ ہمارے پیارے نبی اپنی قوم کو کس طرح سمجھاتے رہے، اور قوم کیا جواب دیتی رہی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ایمان کی دعوت دیتے تو مسلمانوں کو بے وقوف بناتے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ آمَنُوْا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوْا اَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلٰكِنْ لَّايَعْلَمُوْنَ (سورہ البقرۃ پ ا آیت ۱۳)

ترجمۃ: اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ، جس طرح سب لوگ ایمان لائے تو وہ کہتے ہیں کیا ہم اس طرح ایمان لائیں جس طرح بیوقوف ایمان لائے، سنو! لیکن وہی ہیں بے وقوف پر نہیں جانتے۔

وقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ هٰذَا اِلَّا اِفْكُ نِ افْتَرَاهُ وَاَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ. (سورۃ الفرقان پ ۱۸ آیت ۴)

اور کافر کہتے ہیں کہ (قرآن) من گھڑت باتیں ہیں جو اس نے بنالی ہیں، اور لوگوں نے ان کی مدد کی ہے

اللہ پاک اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فَقَدْ جَآءُ وْ ظُلْماً وَّزُوْراً وَقَالُوْا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ

تملیٰ علیه بکرةً واَصیلاً. (سورۃ الفرقان: پارہ ۱۸، آیت ۴،۵)

ترجمة: یہ لوگ ایسا کہنے میں ظلم اور جھوٹ پر اتر آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں، جن کو اس نے لکھ رکھا ہے اور وہ صبح وشام اس کو پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیتے ہوئے یہ فرماتے ہیں:

قُلْ انزلَهُ الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ فی السَّمٰوٰتِ والارضِ انَّهٗ کانَ غَفُوْراً رحیماً (سورۃ الفرقان پ۱۸ آیت ۶)

ترجمة: کہہ دو کہ اس نے اتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَقَالُوْا مَا لِھٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْکُلَ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ لَوْلَا اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَلَكٌ فَیَکُوْنَ مَعَهٗ نَذِیْرًا (سورۃ الفرقان پ ۱۸ آیت ۷)

ترجمه: اور کہتے ہیں کہ یہ کیسا پیغمبر ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے اس کے ساتھ فرشتہ کیوں نہیں نازل کیا گیا کہ اس کے ساتھ ہدایت کرنے کو رہتا۔

اَوْیُلْقٰی اِلَیْهِ کَنْزٌ اَوْتَکُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ یَّاْکُلُ مِنْھَا وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا (سورۃ الفرقان، پ ۱۸ آیت ۸)

ترجمه: یا اس کی طرف (آسمان) سے خزانہ اتارا جاتا یا اس کا کوئی باغ ہوتا کہ اس میں سے کھایا کرتا اور ظالم کہتے ہیں کہ تم تو ایک جادو وہ شخص کی پیروی کرتے ہو جس پر جادو کیا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اُنْظُرْ کَیْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا

تَبٰرَكَ الَّذِیْ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَیْراً مِنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَیَجْعَلْ لَكَ قُصُوْراً. (سورۃ الفرقان پ۱۸ آیت ۹)

ترجمہ: (اے پیغمبر) دیکھو یہ تمہارے بارے میں کس کس طرح کی باتیں کرتے ہیں سو گمراہ ہو گئے اور راستہ نہیں پا سکتے وہ خدا بابرکت ہے، جو اگر چاہے تو تمہارے لئے اس سے بہتر بنادے باغات جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں نیز تمہارے لئے محل بنادے۔

وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَاءَ نَا لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْنَرٰی رَبَّنَا. (سورۃ الفرقان پ ۱۸ آیت ۲۱)

ترجمہ: اور جو لوگ ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے کہتے ہیں کہ فرشتے کیوں نازل نہیں کئے گئے یا ہم اپنی آنکھوں سے اپنے پروردگار کو دیکھ لیں۔

تم نے دیکھا کہ ہمارے پیارے نبی نے اس دین کو پھیلانے کی خاطر کیسی کیسی تکلیفیں اٹھائیں، آپ نے صبر سے کام لیا، اور ہمت نہیں ہاری۔

معراج

اللہ پاک نے ہمارے پیارے نبی ﷺ کو بیت المقدس اور آسمانوں کی راتوں رات سیر کرائی جسے معراج کہتے ہیں، قرآن شریف میں تم پڑھو گے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلاً مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ (سورۂ بنی اسرائیل، پ۱۵، آیت ۱)

ترجمہ۔ شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندے کو راتوں رات ادب والی مسجد سے مسجد اقصیٰ

تک جس میں ہم نے خوبیاں رکھی ہیں کہ دکھلا دیں اس کو اپنی قدرت کے نمونے وہی سنتا دیکھتا ہے۔

ایک رات جب کہ آپ سو رہے تھے حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور آپ کا سینہ چاک کر کے قلب کو آب زمزم سے دھویا اور اس میں ایمان اور حکمت بھر دی آپ کے پاس سفید رنگ کا براق لایا گیا جس پر آپ کو سوار کیا گیا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس کی رکاب پکڑی راستے میں آپ کو بہت سے عجائبات دکھائے گئے براق کا ایک قدم جہاں تک نگاہ جاتی تھی پڑتا تھا، آپ کو بیت المقدس پہنچایا گیا، جہاں مسجد اقصیٰ میں آپ امام بنے اور آپ کے پیچھے تمام انبیاء نے نماز پڑھی، پھر تمام انبیاء سے ملاقات کرائی گئی اس کے بعد آسمان کا سفر شروع ہوا اور ایک کے بعد دوسرے آسمان پر تشریف لے گئے، ہر آسمان پر تشریف لے گئے، ہر آسمان پر کسی پیغمبر سے ملاقات ہوئی، پھر آپ کو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا اس کا ذکر قرآن پاک میں اس طرح آیا ہے

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى

ترجمة: اس نے جبرئیل علیہ السلام کو دوسری بار سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا۔

یہاں تک کہ ایک مقام پر پہونچے، پھر حضرت جبرئیل ٹھہر گئے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے مقام میں کوئی دوست اپنے کو چھوڑتا ہے، انھوں نے کہا کہ اگر میں اس مقام سے آگے بڑھوں تو نور سے جل جاؤں، پھر آپ کو نور سے پیوست کر دیا گیا اور ستر ہزار حجاب طے کرائے گئے یہاں تک کہ تمام انسانوں اور فرشتوں کی آہٹ قطع ہو گئی یہاں تک کہ آپ عرشِ عظیم تک پہونچے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کے لئے تحفے دیئے گئے وہ یہ ہیں۔

۱- پانچ نمازیں فرض کی گئیں۔

۲- سورۂ بقرہ کا آخری رکوع دیا گیا۔

۳- جو شخص آپ کی امت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے اس کے گناہ معاف کیے گئے۔

۴- اور یہ بھی وعدہ ہوا کہ جو شخص نیکی کا ارادہ کرے اور اس کو کرنے نہ پائے تو اس کی ایک نیکی لکھی جائے گی اور اگر اس کو کر لیا تو کم از کم دس حصے کر کے لکھے جائیں گے، اور جو شخص بدی کا ارادہ کرے اور پھر اس کو نہ کرے تو وہ بالکل نہ لکھی جائے گی اور اگر اس کو کرلے تو ایک ہی بدی لکھی جائے گی۔

ہجرت

جب کفار مکہ بہت تکلیف دینے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو ہجرت کی اجازت عطا فرمائی، اور اصحاب نے خفیہ روانہ ہونا شروع کیا، ایک روز کافروں کے سرداروں نے خانہ کعبہ کے قریب ایک مکان میں مشورہ کیا اور سب کی یہ رائے قرار پائی کہ قبیلۂ قریش میں سے ایک ایک آدمی منتخب ہو اور سب جمع ہو کر رات کو محمد کے مکان پر جا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی سب سے مقابلہ نہیں کر سکتے، اس لئے خون بہا پر راضی ہو جائیں گے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس مشورہ سے آگاہ کر دیا اور حکم دیا کہ مدینہ ہجرت کر جائیں آپ شب کو گھر میں تھے کہ کفار نے دروازہ جا کر گھیر لیا، آپ امانتیں حضرت علیؓ کے سپرد کر کے گھر سے نکل گئے اور خدا کی قدرت سے کسی کو نظر نہ آئے، اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ساتھ لیا اور غار ثور میں جا چھپے، کافروں نے جب آپ کو گھر میں نہ دیکھا تو تلاش کرتے کرتے غار تک

پہونچے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غار میں داخل ہونے کے بعد مکڑی نے غار کے منھ پر جالا بنادیا اور ایک کبوتر کے جوڑے نے آ کے غار میں انڈے دینے شروع کردیئے، جب کفار نے دیکھا تو کہنے لگے کہ اگر کوئی آدمی اس میں جاتا تو یہ مکڑی کا جالا ٹوٹ جاتا اور کبوتر اس غار میں نہ ٹھہرتا، اسی غار کے متعلق قرآن پاک میں اس طرح آیا ہے۔

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا.

(سورہ التوبۃ) پ ۱۰ آیت ۴۰)

ترجمة: اگر تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کروگے تو اللہ تعالیٰ آپ کی مدد اس وقت کرے گا جب کہ آپ کو کافروں نے جلاوطن کردیا جب کہ دو آدمیوں میں ایک آپ تھے، جس وقت دونوں غار میں تھے جب کہ آپ ہمدردی سے فرمارہے تھے کہ غم نہ کرو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن اس غار میں رہے، پھر آپ مدینہ شریف تشریف لے گئے، وہاں کے لوگوں نے بڑا استقبال کیا، چھوٹی چھوٹی لڑکیاں شوق میں نظم پڑھتی تھیں۔

غزوۂ بدر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں دس سال دو ماہ رہے۔ جب جہاد فرض ہوا، آپ نے کفار سے قتال شروع کیا، چند چھوٹی چھوٹی لڑائیاں شروع ہوئیں، مدینہ منورہ آنے کے ڈیڑھ سال کے بعد جنگ بدر ہوئی، رمضان میں آپ نے خبر سنی کہ مکہ کے قریش کافروں کا قافلہ شام سے مکہ کو جارہا ہے، آپ

تین سو تیرہ صحابہ کو لے اس کو روکنے چلے، یہ خبر مکہ پہونچی، کفار قریش ایک ہزار مسلح آدمی لے کر روانہ ہو گئے، قافلہ دوسری طرف سے نکل کر مکہ جا پہونچا اور بدر کے مقام پر ان ایک ہزار مسلح کفار سے تین سو تیرہ بے سروسامان مسلمانوں کی لڑائی ہوئی، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی اور کافر قتل ہوئے اور قید ہوئے، سورۂ انفال میں یہ قصہ بیان گیا ہے، اس میں سے چند آیتیں یہ ہیں۔

وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِيْنَ. (سورۂ انفال پ۹ آیت۷)

ترجمة: اور اس وقت کو یاد کرو جب خدا تم سے وعدہ کرتا تھا کہ دو گروہوں میں سے ایک گروہ تمہارا ہو جائے گا اور تم چاہتے تھے کہ جو قافلہ بے شوکت (یعنی بے ہتھیار) ہے وہ تمہارے ہاتھ آ جائے اور اللہ چاہتا تھا کہ اپنے فرمان سے حق کو قائم رکھے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے۔

لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّىْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِيْنَ. (سورۂ انفال: پارہ۹ آیت:۸)

ترجمة: تا کہ سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کر دے گو مشرک ناخوش ہی ہوں جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری دعا قبول کر لی، ہم ہزار فرشتوں سے جو ایک دوسرے کے پیچھے آتے رہیں گے تمہاری مدد کریں گے۔

اِذْ يُوْحِىْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّىْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا.

(سورہ انفال پ۹ آیت۱۲)

ترجمة: جب تمہارا پروردگار فرشتوں کو ارشاد فرماتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ

ہوں، تم مومنوں کو تسلی دو کہ ثابت قدم رہیں۔

سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ کُلَّ بَنَانٍ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابَ النَّارِ (سورہ الانفال پارہ ۹ آیت ۱۲)

ترجمہ: میں ابھی ابھی کافروں کے دل میں رعب ڈالے دیتا ہوں تو ان کے سر اڑا دو ان کا پور پور مار کر توڑ دو یہ (سزا) اس لئے دی گئی کہ انھوں نے خدا اور اس کے رسول کی مخالفت کی، جو شخص خدا اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے تو خدا بھی سخت عذاب دینے والا ہے، یہ مزہ تو یہاں چکھو اور کافروں کے لئے دوزخ کا عذاب بھی تیار ہے۔

ہم نے دیکھا کہ اللہ میاں مسلمانوں کی کس طرح مدد کرتے ہیں، لیکن صرف اس وقت جب لڑائی صرف اللہ کے لئے لڑی جائے، اور تم نے یہ بھی سن لیا کہ جو شخص خدا اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ میاں اس کو سخت عذاب دیتے ہیں، چنانچہ اللہ میاں پھر مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ وَمَنْ یُّوَلِّهِمْ یَوْمَىِٕذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ.

(سورہ الانفال پ ۹ آیت ۱۵)

ترجمہ: اے اہل ایمان! جب میدان جنگ میں کفار سے تمہارا مقابلہ ہو تو ان سے پیٹھ نہ پھیرنا اور جو شخص امروز پیٹھ پھیرے گا سوائے اسکے کہ لڑائی کی کوئی حکمت ہو یا اپنی فوج میں جا ملنا چاہے وہ مستثنیٰ ہے باقی اور جو ایسا کریگا وہ خدا کے

غضب میں گرفتار ہوگیا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔

جنگ بدر کا یہ تھوڑا سا واقعہ قرآن پاک میں سے نقل کیا ہے اب جب کہ آپ خود قرآن پاک پڑھ رہیں ہو تو جب یہ سمجھ کر پڑھیں گے تو انشاء اللہ پورا واقعہ تمہارے سامنے آئے گا۔

غزوۂ احد ۳ ہجری

غزوۂ بدر کے بعد کافروں سے چند چھوٹی چھوٹی لڑائیاں اور جھڑپیں ہوئیں۔ پھر جنگ بدر کے ایک سال بعد جنگ احد ہوئی، جس کا قصہ چوتھے پارے کے نصف پاؤ سے شروع ہوکر نصف کے کچھ بعد تک پہنچتا ہے، کافروں کو بدر میں شکست کا رنج تھا وہ اس کا بدلہ لینے کے لئے ایک سال بعد مدینہ منورہ پر چڑھ آئے، ہمارے پیارے نبی ﷺ نے مسلمانوں سے مشورہ کیا، طے پایا کہ مدینہ منورہ سے باہر جاکر مقابلہ کیا جائے، ایک ہزار مسلمانوں کا لشکر روانہ ہوا، جب کہ کافروں کا لشکر تین ہزار تھا، راستے میں عبداللہ ابن ابی منافقوں کا سردار اپنے تین سو آدمیوں کو لے کر واپس ہوگیا اور بہانا بنادیا آپ کے پاس سات سو جانباز مسلمان رہ گئے آپ نے کوہ احد پہنچ کر پچاس تیر اندازوں کو پہاڑ کے اہم مقامات پر بٹھادیا اور بہت بہت تاکید کردی اور حکم دیا کہ میری اجازت کے بغیر تم اپنی جگہ نہ چھوڑنا، خواہ ہمیں شکست ہو یا فتح، تم اپنی جگہ پر ڈٹے رہنا، جب جنگ شروع ہوئی تو اول مسلمانوں کو فتح ہوئی، اور مسلمان مال غنیمت جمع کرنے لگے، یہ دیکھ کر وہ مسلمان جن کو پہاڑ کی اہم جگہوں پر کھڑا کیا گیا تھا دس آدمیوں کے سوا باقی سب اپنی جگہوں کو چھوڑ کر آگئے پہاڑ کی اہم جگہوں کی طرف سے جن کو مسلمانوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے خلاف چھوڑ دیا تھا کافروں

نے حملہ کردیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کے پیر اکھڑ گئے اور ستر مسلمان اسی جنگ میں شہید ہو گئے جن میں حضرت حمزہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا بھی شامل ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیر میں زخم آئے جس سے یہ افواہ پھیل گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے، بعد میں اللہ تعالیٰ نے پھر مسلمانوں کے دلوں کو مضبوط کیا مسلمان پھر جم کر لڑے اور کافر میدان احد چھوڑ کر چلے گئے ہم یہاں قرآن پاک کی چند آیتیں اس جنگ احد کے متعلق آپ کو سناتے ہیں جب آپ خود پڑھیں گے تو سب خود سمجھ لیں گے۔

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ (سورہ آل عمران پ ۴ آیت ۱۲۱)

ترجمہ: اور جب کہ آپ صبح کے وقت گھر سے چلے مسلمانوں کو لڑنے کے لئے مقامات پر جمارہے تھے اور اللہ تعالیٰ سب سن رہے تھے، سب جان رہے تھے جب تم میں دو جماعتوں نے دل میں خیال کیا کہ ہمت ہار دیں اور اللہ تعالیٰ تو ان دونوں جماعتوں کا مددگار تھا اور بس مسلمانوں کو اللہ پر اعتماد کرنا چاہئے۔

پھر آگے چل کر فرماتے ہیں۔

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

(سورہ آل عمران پ ۴ آیت ۱۳۹)

ترجمہ: اور سست نہ ہو اور غم نہ کھاؤ اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

مسلمانوں کو تسلی دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ۝

(سورہ آل عمران پ ۴ آیت ۱۴۰)

ترجمۃ: اگر تم کو زخم پہونچ جائے تو اس قوم کو بھی ایسا ہی زخم پہونچ چکا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۝

(سورہ آل عمران پ ۴ آیت ۱۵۲)

ترجمۃ: اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا تھا جس وقت تم ان کفار کو بحکم خداوندی قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ تم خود ہی کمزور ہوگئے اور باہم حکم میں اختلاف کرنے لگے اور تم کہنے پر نہ چلے بعد اس کے کہ تم کو تمہارے دل کی بات دکھلا دی تھی۔

مسلمانوں کو کافروں کے مقابلہ میں شکست اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی کمزوری کی وجہ سے ہوتی ہے، جیسا کہ آپ کو بتایا جا چکا ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس تیر اندازوں کو چند جگہوں پر بٹھا دیا تھا اور تاکید کر دی تھی کہ وہاں سے نہ ہٹیں لیکن سوائے دس کے بقیہ لوگ وہاں سے ہٹ گئے اللہ تعالیٰ اسی بات کو اس طرح فرماتے ہیں۔

اَوَلَمَّاۤ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝

(سورہ عمران: پارہ ۴، آیت: ۱۶۵)

ترجمۃ: اور جب تمہاری ایسی ہار ہوئی جس سے دو حصے تم جیت چکے تھے تو کیا تم (یوں) کہتے ہو کہ یہ کدھر سے ہوئی فرما دیجیے کہ تمہاری طرف سے ہوئی بیشک اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے۔

یہ آیات ہم نے بہت تھوڑی سی نقل کی ہیں جب آپ قرآن پاک خود

پڑھیں گے تو تمام حالات آپ کے سامنے آجائیں گے۔

غزوۂ اُحد سے ہم کو دو باتوں کا سبق ملتا ہے۔

اوّل: مسلمانوں کو صرف اللہ پر بھروسہ کرنا چاہئے کہ فتح اور شکست صرف اللہ کے اختیار میں ہے صرف تعداد یا ہتھیاروں کی زیادتی فتح نہیں کرا سکتی، ہاں ہتھیار اور تعداد بھی زیادہ سے زیادہ رکھنا چاہئے کہ یہ بھی اللہ کا حکم ہے لیکن یقین صرف یہی ہونا چاہئے کہ فتح اللہ تعالیٰ دیں گے۔

دوم: بات یہ ہے کہ ہم کو جو ہمارا امیر یا کمانڈر انچیف حکم دے اس پر سختی سے قائم رہنا چاہئے چاہے جان چلی جائے چوں کہ یہ بھی اللہ کا حکم ہے لڑائی میں فتح حاصل کرنے کیلئے یہ بھی ضروری ہے ہمیں ان باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔

غزوۂ بنی نضیر ۳ھ

غزوۂ بنی نضیر ۳ھ میں ہوا، جس کا سبب یہ ہوا کہ جب ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ ہجرت فرما کر تشریف فرما ہوئے تو یہودیوں کے دو قبیلوں نے جو مدینہ طیبہ کے باہر رہتے تھے آپ سے عہد کیا کہ ہم آپ کے موافق رہیں گے اور آپ کے لئے کوئی برائی نہیں کرینگے جب آپ اس معاملہ پر گفتگو کے لئے ان کے پاس گئے، اور ان سے اس معاملہ میں گفتگو کی، وہ لوگ آپ کو ایک دیوار کے نیچے بٹھلا کر مشورہ کرنے لگے کہ دیوار پر سے ایک پتھر لڑھکا کر آپ کو قتل کر دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے اطلاع ہوگئی، آپ اٹھ کر مدینہ تشریف لے گئے، آپ نے کہلا بھیجا کہ تم نے اپنے عہد کو توڑا ہے، یا تو دس دن کے اندر نکل جاؤ ورنہ لڑائی ہوگی، وہ لڑائی کے لئے تیار ہوئے آپ ان پر لشکر لے آئے اور ان کے حلقہ کو گھیر لیا آخر وہ تنگ ہو کر نکل جانے پر راضی ہوئے۔

سورۂ حشر میں یہی قصہ ہے اس میں سے چند آیتیں ہم نقل کرتے ہیں، پھر آپ جب خود قرآن پاک پڑھیں گے تو آپ کو خود معلوم ہو جائے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَافِي الْاَرْضِ ج وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ هُوَ الَّذِيْ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ط مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَ ظَنُّوْا اَنَّهُمْ مَانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِنَ اللّٰهِ فَاَتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ فَاعْتَبِرُوْا يَااُولِي الْاَبْصَار. (سورۃ الحشر پ۲۸ آیت ۱)

ترجمۃ: اللہ پاک کی پاکی بیان کرتے ہیں سب جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں، اور وہ زبردست حکمت والا ہے وہی ہے جس نے کفار اہل کتاب کو ان کے گھروں سے پہلی بار اکٹھا کر کے نکالدیا، تمہارا گمان بھی نہ تھا کہ وہ کبھی اپنے گھروں سے نکلیں گے اور خود انھوں نے یہ گمان کر رکھا تھا کہ ان کے قلعے ان کو اللہ سے بچالیں گے سو ان پر اللہ کا (عتاب) ایسی جگہ سے پہونچا کہ ان کو خیال بھی نہ تھا اور ان کے دلوں میں رعب ڈالدیا، کہ اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں سے اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے اجاڑ رہے تھے سوائے عقل مندو! (اس حالت کو دیکھ کر) عبرت حاصل کرو۔

پھر آگے چل کر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ يُّشَاقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ. (سورۃ الحشر پ۲۸ آیت ۴)

ترجمۃ: یہ اس سبب سے ہیکہ ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت

کی ہے اور جو شخص اللہ کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو سخت سزا دینے والا ہے۔
اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو اور ذہن نشین کرلو کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی ذلیل کرتے ہیں اور آخرت میں اس کے لئے دوزخ کا عذاب ہے۔

غزوۂ بدر ثانی ۴ھ

جنگ احد سے واپس جاتے ہوئے کافر کہہ گئے تھے کہ سال آئندہ بدر پر پھر لڑائی ہوگی، جب وہ زمانہ قریب ہوا تو کافروں کو بدر تک جانے کی ہمت نہ ہوئی انھوں نے یہ سوچا کہ ایسی تجویز کرنی چاہئے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی بدر نہ جائیں تا کہ ہم کو شرمندگی نہ ہو چناں چہ انھوں نے ایک جاسوس کو مدینہ منورہ بھیجا کہ مسلمانوں میں جا کر یہ خبر پھیلائیں کہ کافروں نے فوج جمع کی ہے۔

مسلمان تو صرف اللہ سے ڈرتا ہے وہ کافروں کی زیادتی سے تو نہیں ڈرتا، انھوں نے سن کر کہا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، ہماری مدد کے لئے اللہ کافی ہے، آپ ڈیڑھ ہزار آدمیوں کو ساتھ لے کر بدر تشریف لے گئے اور چند روز قیام کیا، لیکن وہاں کوئی کافر مقابلے پر نہیں آیا، مسلمانوں نے وہاں تجارت میں خوب نفع حاصل کیا اور خوش وخرم واپس لوٹ آئے۔

دومۃ الجندل اور غزوۂ احزاب ۵ھ

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ دمشق کے قریب کچھ کفار جمع ہو کر مدینہ منورہ پر چڑھنا چاہتے ہیں، آپ ایک ہزار آدمیوں کو لے کر

روانہ ہوئے، وہ خبر سن کر بھاگ گئے آپ چند روز وہاں رہ کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے، اس کو دومۃ الجندل کہتے ہیں۔

اسی سال غزوۂ بنی مصطلق بھی ہوا لیکن یہاں پر بھی کافر مقابلے پر نہیں آئے اور اپنا سامان اور اہل وعیال چھوڑ کر بھاگ گئے۔

پھر اسی سال غزوۂ احزاب ہوا، اس کو غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں، سورۂ احزاب میں اسی کا ذکر ہے۔

یہ لڑائی اس وجہ سے ہوئی کہ پہلے تو آپ کو بتایا جا چکا ہے کہ یہودیوں کے دو قبیلوں کو جنھوں نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی تھی، ان کو ان کے قلعوں سے نکال دیا گیا تھا، چناں چہ انہی میں کا ایک آدمی اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر مکہ پہنچا، اور کافروں کو لڑائی کے لئے آمادہ کیا اور اس کے لئے بہت کوشش کی، یہاں تک کہ دس ہزار کافروں کی فوج مدینہ منورہ پر حملہ کرنے چلی، ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے مشورہ کر کے مدینہ کے پاس خندق کھودنے کا حکم دیا، اور وہاں اپنا لشکر قائم کیا، کفار آئے اور خوب تیر اندازی کرتے رہے، مسلمانوں کی طرف سے بھی اس کا جواب دیا جاتا رہا، ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں میں تفرقہ پھوٹ ڈلوانے کی تجویز کی، اور اللہ پاک نے اس میں کامیابی عطا فرمائی، کافروں کے اندر آپس میں تفرقہ پیدا ہو گیا اور آپس میں اچھا خاصا بگاڑ پیدا ہو گیا، اسی دوران اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد اس طرح کی کہ ایک زوردار ہوا بھیجی جس سے کافروں کے خیمے اکھڑ گئے، اور گھوڑے بھاگنے لگے، چناں چہ اسی رات کو کافروں کا لشکر واپس چلا گیا، اب اس جنگ کے متعلق قرآن پاک کی چند آیتیں سن لو۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝

(سورۃ الاحزاب پ۲۱ آیت۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کا انعام اپنے اوپر یاد کرو، جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے، پھر ہم نے ان پر ایک آندھی بھیجی اور ایسی فوج جو تم کو دکھائی نہ دیتی تھی اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھتے تھے، جب وہ لوگ تم پر آ چڑھے تھے اوپر کی طرف سے اور نیچے کی طرف سے بھی اور جب کہ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے تھے اور تم لوگ اللہ کے ساتھ طرح طرح کے گمان کرر ہے تھے، اس موقعہ پر مسلمانوں کا امتحان لیا گیا اور سخت زلزلے ڈالے گئے۔

اس کے آگے پھر اسی جنگ میں جو حالات پیدا ہو گئے تھے اللہ تعالیٰ نے اس کو بیان فرمایا ہے اور اس کا نقشہ کھینچا ہے منافق جن کے دلوں میں اسلام پکا ہوا نہیں تھا کہنے لگے۔

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ (سورۃ الاحزاب پ۲۱ آیت۱۲)

ترجمہ: اور جب منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے یوں کہہ رہے تھے کہ ہم سے تو اللہ نے اور اس کے رسول نے محض دھوکہ ہی کا وعدہ کرر کھا ہے۔

اور بہت سے لوگ اپنے گھر جانے کی اجازت مانگنے لگے کہ ہمارے گھر

غیر محفوظ ہیں، آگے چل کر اللہ تعالیٰ خبردار کرتے ہیں۔

قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا. (سورۃ الاحزاب پ ۲۱ آیت ۱۶)

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ تم کو بھاگنا نفع نہیں دے سکتا، اگر تم موت سے یا قتل سے بھاگتے ہو اور اس حالت میں بجز تھوڑے دنوں کے زیادہ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

پھر آگے فرماتے ہیں اس کو ہم اپنے دل میں اچھی طرح بیٹھا لیں، کہ یہ بڑے کام کی بات ہے۔

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِىْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ○

(سورہ احزاب پ ۲۱ آیت ۱۷)

ترجمہ: یہ بھی فرما دیجئے کہ وہ کون ہے جو تم کو خدا سے بچا سکے؟ اگر وہ تمہارے ساتھ برائی کرنا چاہے یا وہ کون ہے جو خدا کے فضل سے تم کو روک سکے؟ اگر وہ تم پر فضل کرنا چاہے اور خدا کے سوا نہ کوئی اپنا حمایتی پائیں گے نہ مددگار۔

پھر آگے چل کر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ؕ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ○ (سورہ احزاب پ ۲۱ آیت ۲۵)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو لوٹا دیا غصہ میں بھرا ہوا کہ ان کی کچھ بھی مراد پوری نہ ہوئی اور جنگ میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لئے آپ ہی کافی ہو گیا اور اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا بڑا زبردست ہے۔

مسلمان اللہ پر بھروسہ رکھیں اور ثابت قدم رہیں تو اللہ تعالیٰ ضرور مسلمانوں کو کامیاب کرتا ہے، جس طرح اس نے جنگ احزاب میں کیا خواہ

کافروں کی تعداد کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔

اسی سال کافروں سے اور کئی چھوٹی چھوٹی جنگیں ہوئیں، ایک جنگ میں مسلمانوں نے درختوں کے پتے جھاڑ جھاڑ کر کھائے، ایک جنگ میں جو سمندر کے کنارے پر ہو رہی تھی اور مسلمانوں کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہ بچا تھا اللہ تعالیٰ نے ایک بہت بڑی مچھلی سمندر سے باہر نکال دی جس کو مسلمانوں نے کئی روز تک کھایا۔

قصہ حُدیبیہ ۶ھ

ہمارے پیارے رسول اللہ ﷺ کو مدینہ منورہ میں رہتے ہوئے چھ سال ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپ مکہ تشریف لے گئے اور آپ نے عمرہ ادا کیا چنانچہ آپ نے صحابہؓ کے ساتھ مکہ معظمہ جا کر عمرہ کرنے کی تیاری شروع کردی، مکہ کے کافروں نے کہا کہ ہم مکہ میں آپ کو ہرگز نہ آنے دیں گے، غرض کافروں سے گفتگو کے بعد چند باتوں پر صلح ہوئی، ان میں یہ بات بھی تھی کہ آپ آئندہ سال آکر عمرہ کریں، اور دس برس تک ہمارے اور آپ کے درمیان لڑائی نہ ہو اور کافروں کے دوست قبیلوں سے مسلمان نہ لڑیں اور مسلمان کے دوست قبیلوں سے کافر نہ لڑیں، وہاں دو قبیلے تھے ایک قبیلہ کافروں کا ساتھی تھا اور دوسرا قبیلہ مسلمانوں کا ساتھی تھا، اس کو صلح حدیبیہ کہتے ہیں۔ حدیبیہ ایک کنویں کا نام ہے جس مقام پر یہ صلح ہوئی تھی آپ اس صلح کے بعد مدینہ طیبہ تشریف لا رہے تھے کہ راستے میں اللہ تعالیٰ نے سورہ فتح نازل کی جس میں اس صلح کو فتح قرار دیا، چونکہ یہ صلح آئندہ فتح مکہ کا سبب بنی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝ (الفتح پ۲۶)

ترجمة: بے شک ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی۔

اسی سال اور کئی جنگیں چھوٹی چھوٹی کافروں اور یہودیوں سے ہوئی جن سے جنگ خیبر مشہور ہے اس جگہ سات قلعے تھے یہودیوں نے سب کے دروازے بند کردیئے کہ اس میں گھس کر بیٹھ گئے اور اندر سے تیر اندازی کرتے رہے، آخر ایک ایک کر کے سب قلعے فتح ہو گئے۔

اس سال خیبر میں ایک یہودی عورت نے گوشت میں زہر ملا کر آپ کو دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لقمہ منہ میں ڈالا اور فرمایا کہ اس گوشت نے مجھ سے کہہ دیا کہ مجھ میں زہر ملا ہے۔

عمرۃ القضاء ۷ھ

۶ھ میں جیسا کہ صلح حدیبیہ کے ذریعہ شرط ٹھہری تھی ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ۷ھ میں عمرہ کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور اپنے ساتھ ان صحابہ کو بھی لیا جو اس صلح کے وقت موجود تھے، اس سال چند چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوئیں۔

جنگ حنین

قصہ فتح مکہ ۸ھ

صلح حدیبیہ میں تم کو سنایا جا چکا ہے کہ اس میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ مسلمانوں کے دوست قبیلوں سے کافر نہ لڑیں، اور کافروں کے دوست قبیلوں سے مسلمان دس سال تک نہ لڑیں۔

ان دونوں قبیلوں میں جنگ ہو گئی اور مکہ کے قریش کافروں نے صلح کے

خلاف اپنے دوست قبیلے کی خفیہ چھپ کر مدد کی۔

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کی اس وعدہ خلافی پر اور عہد کو توڑنے پر بارہ ہزار مسلمانوں کا لشکر لے کر مکہ پر لشکر کشی کی، کافروں نے مقابلہ کیا بہت کفار مارے گئے اور بڑے بڑے سردار شہر چھوڑ کر بھاگ گئے اور جو حاضر ہوئے آپ نے ان کی جاں بخشی فرمائی، خانہ کعبہ کے بتوں کو آپ نے خود توڑا، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس کو سورہ بنی اسرائیل میں اس طرح بیان فرمایا ہے۔

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ۝ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل پ۱۵ آیت ۸۰)

ترجمة: اور آپ یوں دعا کیجئے کہ اے رب مجھ کو خوبی کے ساتھ پہنچائے اور مجھے خوبی کے ساتھ لے جائے اور مجھ کو اپنے پاس سے ایسا غلبہ دیجئے جس کے ساتھ نصرت ہو اور کہہ دیجئے کہ حق آیا اور باطل گیا۔ واقعی باطل چیز تو (یونہی) آتی جاتی رہتی ہے۔

مکہ معظمہ کے باہر کچھ بڑے بڑے بت تھے ان کو بھی توڑنے کے لئے صحابہ کو بھیجا گیا۔

فتح مکہ کے بعد دوسری چھوٹی چھوٹی جنگیں ہوئیں پھر ایک بڑی جنگ حنین کے نام سے ہوئی۔ حنین ایک مقام ہے مکہ اور طائف کے درمیان یہاں کافروں کے کچھ قبیلوں سے فتح مکہ کے دو ہفتہ بعد لڑائی ہوئی، مسلمان بارہ ہزار تھے اور مشرکین چار ہزار، بعض مسلمان اپنا مجمع دیکھ کر اس طرح کہنے لگے کہ اس سے شیخی سی معلوم ہوتی تھی کہ ہم آج کسی طرح نہیں ہار سکتے، لڑائی شروع ہوئی

اور پہلے مسلمانوں کو فتح ہوئی، بعض مسلمان مال غنیمت کو جمع کرنے لگے اس وقت کافر ٹوٹ پڑے وہ بڑے تیر انداز تھے، مسلمانوں پر تیر برسانے شروع کر دئے اس گھبراہٹ میں مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے، آپ نے حضرت عباسؓ سے مسلمانوں کو آواز دلوائی پھر سب لوٹ کر دوبارہ جمع ہوئے اور کافروں سے مقابلہ کیا، آسمانوں سے فرشتوں کی مدد آئی، کافر بھاگے بہت سے قتل ہوئے، سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے اس کو اس طرح بیان کیا ہے، اور مسلمانوں کو نصیحت کی ہے۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّ ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ○ (سورۃ التوبہ پ۱۰ آیت ۲۵)

ترجمہ: خدا تعالیٰ نے تم کو بہت موقعوں پر غلبہ دیا جب تم کو اپنے مجمع کی کثرت سے غرہ ہو گیا تھا، اور حنین کے دن بھی پھر وہ کثرت تمہارے لئے بھی کارآمد نہ ہوئی اور تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگی کرنے لگی، پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ

(سورۃ التوبہ پ۱۰ آیت ۲۶)

ترجمہ: پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور دوسرے مسلمانوں پر تسلی نازل فرمائی اور ایسے لشکر نازل فرمائے جن کو تم نے نہیں دیکھا اور کافروں کو سزا دی، اور یہ کافروں کی سزا ہے۔

آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کس طرح سبق دیا کہ اپنی زیادتی پر فخر نہ کرنا چاہئے، اور ہمیشہ سوچنا چاہئے کہ فتح صرف اللہ کی مدد سے

ہوگی، کم ہوں تب بھی اور زیادہ ہوں جب بھی صرف اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہئے، یہ سبق اس لئے بھی دیا ہوگا کہ آئندہ بھی مسلمان اس بات کو یاد رکھیں۔

اللہ پاک ہم سب کو اپنے اوپر بھروسہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

غزوۂ حنین کے بعد کچھ اور چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوئیں اور یہ سال ختم ہوگیا۔

جنگ تبوک ۹ھ

تبوک ایک مقام ہے ملک شام میں، ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ اور غزوۂ حنین سے فارغ ہوئے تو آپ کو خبر ہوئی کہ روم کا بادشاہ ہرقل مدینہ منورہ پر فوج بھیجنا چاہتا ہے اور وہ فوج تبوک کے مقام پر جمع کی جائے گی، قبل اس کے کہ وہ حملہ کرے آپ نے خود ہی مقابلہ کے لئے سفر کا ارادہ کیا اور مسلمانوں میں اعلان کر دیا چونکہ یہ زمانہ بہت گرمی کا تھا اور مسلمانوں کے پاس سامان بہت کم تھا، سفر دور دراز کا تھا اس لئے اس غزوہ میں جانا بڑی ہمت کا کام تھا، اللہ تعالیٰ نے اس جہاد میں شرکت کے لئے مسلمانوں کو سورۂ توبہ میں اس طرح ترغیب دلائی، فرمایا۔

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ أَرَضِيتُم بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ۝ (سورہ التوبہ پ۱۱ آیت ۳۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم لوگوں کو کیا ہوا؟ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلو تو زمین کو لگے جاتے ہو، کیا تم نے آخرت کے عوض دنیاوی زندگی پر قناعت کرلی، سو دنیا کی زندگی کا سامان آخرت کے مقابلہ میں بہت تھوڑا ہے۔

ترغیب دلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اور بھی کئی آیات اس کے آگے بیان فرمائی ہیں، ہم نے یہاں صرف ایک آیت لکھی ہے جب تم کلام مجید خود پڑھو گے تو انشاء اللہ سب خود سمجھ جائیں گے۔

اسی جہاد میں شرکت کے لئے مسلمانوں کو جوش دلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ (سورہ التوبہ پ۱۰ آیت ۴۱)

ترجمة: نکل پڑو (خواہ) تھوڑے سامان سے (خواہ) زیادہ سامان سے اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم یقین رکھتے ہو تو دیر مت کرو۔

جو منافق تھے اور سچے مسلمان نہ ہوئے تھے وہ اتنی دور جہاد میں جانے سے بہانے کرنے لگے اور رخصت مانگنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی پول کھول دی اور اسی سورۃ میں اس طرح فرمایا۔

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ (سورہ التوۃ پ۱۰ آیت ۴۲)

ترجمة: اگر کچھ ہاتھ لگتے، مال ملنے والا ہوتا اور سفر بھی معمولی ہوتا تو یہ منافق ضرور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو لیتے، لیکن ان کو تو مسافت ہی دور دراز معلوم ہونے لگی اور ابھی خدا کی قسمیں کھا جائیں گے، اگر ہمارے بس کی بات ہوتی تو تمہارے ساتھ چلتے، یہ لوگ جھوٹ بول کر اپنے آپ کو تباہ کر رہے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ یہ لوگ یقیناً جھوٹے ہیں۔

مسلمانوں کا تیس ہزار لشکر اس سخت گرمی اور کم سامانی کے باعث بھی جہاد پر دور دراز روانہ ہوگیا، کیونکہ ان کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا، لیکن بعض منافق لوگ نہ گئے اور بہانے بنا کر رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورۂ توبہ میں ان کی سخت مذمت کی ہے، ان میں سے صرف ایک دو آیت نقل کی جاتی ہے۔ فرماتے ہیں۔

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ۝ (سورۃ التوبہ پ۱۰ آیت ۸۲)

ترجمۃ: یہ پیچھے رہ جانے والے خوش ہوگئے رسول اللہ کے جانے کے بعد اپنے بیٹھے رہنے پر، اور ناگوار ہوا جہاد کرنا اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اور (دوسروں کو) کہنے لگے کہ تم لوگ گرمی میں مت نکلو آپ کہہ دیجئے کہ جہنم کی آگ اس سے بھی زیادہ گرم ہے کیا خوب ہوتا اگر وہ سمجھتے۔

فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

(سورۃ التوبہ پ۱۰ آیت ۸۲)

ترجمۃ: سو تھوڑے دن ہنس لیں اور بہت دنوں (آخرت میں) روتے رہیں ان کاموں کے بدلے میں جو کچھ کیا کرتے تھے۔

یہ لشکر تبوک میں ٹھہرا اور شاہ روم کے لشکر کا انتظار کرتے رہے، لیکن ہرقل شاہِ روم نے ڈر کی وجہ سے اپنا لشکر نہ بھیجا اور دو ماہ کے قیام کے بعد آپ مدینہ منورہ تشریف لئے آئے۔

جنگ تبوک کا قصہ ہمیں سکھاتا ہے کہ جب کافروں کے مقابلہ میں مسلمانوں کو جہاد کیلئے بلایا جائے تو ہم سب کو بلا خوف وخطر اس میں شامل ہوجانا

چاہئے، خواہ جہاد کے لئے دور جانا ہو، موسم کتنا ہی گرم ہو یا سرد، مال ہو یا نہ ہو ہم سچے مسلمان تب ہی بن سکتے ہیں اللہ ہم سب کو ایسا ہی مسلمان بنائے آمین۔

حجۃ الوداع ۱۰ھ

اس سال ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حج کو تشریف لے گئے آپ کے حج کی خبر سن کر مسلمان جمع ہونے شروع ہو گئے اور ایک لاکھ سے زیادہ آدمی جمع ہو گئے، آپ نے خطبہ میں ایسی باتیں فرمائیں جیسے کوئی وداع کہتا ہے اسی واسطے اس حج کو حجۃ الوداع کہتے ہیں، اس حج میں عرفہ کے دن سورۂ مائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ○ (سورۂ مائدہ پ۶ آیت ۳)

ترجمہ: آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام تمام تر کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لئے پسند کر لیا۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد قریب تین ماہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہے، آپ نے اسی حجۃ الوداع میں خطبہ ارشاد فرمایا جن میں سے چند باتیں یہ ہیں۔

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو

جب ہم کلمہ پڑھتے ہیں، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو ہم اللہ تعالیٰ سے اقرار کرتے ہیں، وہ اقرار جو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف

میں اس کتاب قرآن پاک میں سے نقل کئے گئے ہیں، یعنی یہ کہ اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں، ہم جو کچھ مانگیں صرف اس سے، کسی دوسرے سے مانگنا یا مدد طلب کرنا یا کسی کے نام کی نذر و نیاز کرنا یہ سب شرک ہیں، اللہ پاک نے قرآن مجید میں شرک کو ظلم لکھا ہے اور فرمایا ہے کہ میں سب کچھ معاف کرسکتا ہوں سوائے شرک کے۔ چنانچہ آیت پڑھئے اور غور کیجئے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ ج وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰی اِثْمًا عَظِیْمًا ۝ (سورہ النساء پ۵ آیت ۴۸)

ترجمۃ: تحقیق اللہ نہیں بخشتا ہے یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے اور بخشتا ہے اس کے علاوہ جس کو چاہے اور جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کا اس نے بڑا طوفان باندھا۔

ماں باپ کا کہنا ماننا اور ان کی فرمانبرداری کرنا ہر اچھے بچے کے لئے ضروری ہے اور سب اچھے بچے ایسا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ بھی بار بار تاکید کرتے ہیں کہ ماں باپ کا کہنا مانو لیکن جب وہ شرک کرنے کو کہیں تو پھر ماں باپ کا کہنا نہ ماننا چاہئے۔

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ حُسْنًا ط وَاِنْ جَاھَدٰکَ لِتُشْرِکَ بِیْ مَالَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْھُمَا ۝ (سورۃ العنکبوت پ۲۰ آیت ۸)

ترجمۃ: اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھی طرح رہنے کی وصیت کی ہے اور اگر وہ تجھ کو آمادہ کریں کہ تو میرے ساتھ شرک کرے تو انکا کہنا نہ مان۔

دنیا میں اللہ کے نیک بندے گزرے ہیں وہ اپنی اولاد کو سب سے پہلے یہی تعلیم دیتے تھے کہ بیٹے تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، حضرت لقمان علیہ السلام کا قصہ آپ پہلے سن چکے ہیں انھوں نے اپنے بچے سے کہا۔

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِہٖ وَھُوَ یَعِظُہٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ ؕ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ۝ (سورۂ لقمان پ ۲۱ آیت ۱۳)

ترجمۃ: اور جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو جب اس کو سمجھانے لگا اے بیٹے شریک نہ ٹھہرائیو اللہ کا بے شک شریک بنانا بڑی بے انصافی ہے۔

شرک کرنے والے کے اور دوسرے نیک اعمال بھی ختم ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ

(سورۃ الزمر پ ۲۴ آیت ۶۵)

ترجمۃ: اگر تم نے شریک مانا تو تیرے عمل بے کار جائیں گے تو خسارہ والوں میں سے ہو جائے گا۔

نماز

نماز ہمارے دین کا ستون ہے جس طرح ستون کے بغیر کوئی عمارت باقی نہیں رہتی اسی طرح نماز کے بغیر دین قائم نہیں رہتا، قرآن پاک میں نماز کے متعلق جو آیتیں آئی ہیں ان میں سے چند نقل کرتے ہیں باقی آپ خود پڑھئے گا۔

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ۝

(سورۃ الحج پ ۱۷ آیت ۴۱)

ترجمۃ: وہ لوگ کہ اگر ہم ان کو ملک میں حکومت دیں نماز کھڑی کریں اور زکوٰۃ دیں اور بھلے کام کا حکم کریں، اور برے کاموں سے منع کریں اور آخر ہر کام اللہ کے اختیار میں ہے۔

دوسری جگہ فرمایا۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ○

(سورۃ المومنون پ۱۸ آیت ۱)

ترجمة: البتہ ان مومنوں نے کامیابی حاصل کرلی جو اپنی نمازوں میں عاجزی کرنے والے ہیں۔

اور نماز نہ پڑھنے والوں کے لئے کسی سخت وعید ہے۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ○

(سورۂ روم پ۲۱ آیت ۳۱)

ترجمة: اور نماز کو قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔

اور نماز کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالٰی فرماتے ہیں۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ.

(سورۃ العنکبوت پ۲۱ آیت ۴۵)

ترجمة: بیشک نماز برائیوں سے روکنے والی ہے۔

روزہ

توحید اور نماز کے بعد اسلام کا رکن روزہ ہے جو رمضان المبارک میں ایک ماہ رکھے جاتے ہیں، یہ ہم سب پر فرض ہیں اور ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ رمضان المبارک میں روزے رکھے۔

قرآن پاک میں سے ہم روزے کے متعلق چند آیتیں نقل کرتے ہیں

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (سورۃ البقرہ پ۲ آیت ۱۸۵)

ترجمة: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

پھر فرمایا۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِی اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ هُدًی لِلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی والفرْقَانَ فَمَنْ شَهِدَ منكُمُ الشهرَ فليصمْه.

(سورة البقرة پ۲ آیت ۱۸۵)

ترجمة: رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جس میں لوگوں کے لئے ہدایت اور نشانیاں ہیں ایسی ہدایت کی باتیں جو صحیح اور غلط میں فیصلہ کرنے والی ہیں، تو جو اس مہینے کو پائے روزے رکھے۔

زکوٰۃ

اسلام کا چوتھا فریضہ زکوٰۃ ہے، قرآن پاک میں بہت جگہ نماز کے ساتھ زکوٰۃ دینے کی تاکید آئی ہے، ہم کو اس سے غافل نہیں ہونا چاہئے جس کے پاس ایک سو روپئے ہوں اس کو ڈھائی روپئے زکوٰۃ غریبوں کو دینی چاہئے، اگر لوگ اپنی زکوٰۃ دیتے رہیں تو مسلمانوں میں کوئی غریب نہ رہے، ہم نے اپنے اصولوں کو چھوڑ دیا اور ہم دوسروں کی طرف دیکھتے ہیں حالانکہ یہ سب طریقے اللہ سے دور لے جانے والے ہیں، ہم صرف چند آیتیں قرآن مجید سے نقل کرتے ہیں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں۔

وَاَقِیْمُوْا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوْا الزَّکٰوةَ ○ (سورۂ بقرہ پ۱ آیت ۴۳)

ترجمة: نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔

زکوٰۃ ہمارے یہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دوسری امتوں پر

فرض تھی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول سورۂ مریم میں قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے۔

وَاَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّاo

(سورہ مریم پ۱۶ آیت)

ترجمۃ: مجھے حکم دیا گیا ہے نماز کا اور زکوٰۃ کا جب تک میں زندہ رہوں۔

لوگ یہ سمجھ کر زکوٰۃ نہیں دیتے کہ پیسے خرچ ہو جائیں گے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاتے ہیں یہ اللہ کا وعدہ ہے، قرآن مجید میں اللہ میاں کا وعدہ غلط نہیں ہوسکتا اللہ پاک خود اس کی مثال دیتے ہیں قرآن کریم میں ہے۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ ؕ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَاءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌo (سورہ البقرہ پ۳ آیت ۲۶۱)

ترجمۃ: جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ کی حالت جس میں سات بالیں اگائیں ہوں اور ہر بال میں سو دانے ہوں اور اللہ یہ زیادتی جس کو چاہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے بڑے علم والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس مثال میں ہم کو بتایا ہے کہ جس طرح ایک اناج کا دانہ زمین میں بویا جاتا ہے اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دانہ زمین میں دفن ہوگیا لیکن اللہ اس اناج کے دانہ میں سے ایک پودا پیدا کرتے ہیں جس میں سات بالیں ہوتی ہیں اور ہر بال میں تقریباً سو دانے ہوتے ہیں اسی طرح لوگ زکوٰۃ دیتے ہیں یا خیرات دیتے ہیں تو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ پیسہ جاتا رہا، وہ پیسہ جاتا نہیں اللہ تعالیٰ اس پیسے کو کئی گنا کر کے اس آدمی کو واپس کرتے ہیں۔

تم نے دیکھا کہ مالدار ہونے کا یہ کیسا اچھا طریقہ ہے اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا بھی گویا آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام۔

حج

اسلام کا پانچواں رکن حج ہے اور جس کے پاس اتنے پیسے ہوں کہ حج کر سکے اس پر حج کرنا فرض ہے، مکہ معظمہ جا کر عرفات میں جمع ہونا اور اس کے سب ارکان ادا کرنے کو حج کہتے ہیں، یہ حج جیسا کہ تمھیں معلوم ہے بقرعید کے عرفہ والے دن ہوتا ہے، اس روز تمام دنیا سے مسلمان جوق در جوق ہوائی جہازوں میں پانی کے جہازوں میں موٹروں اور بسوں میں مختلف سواریوں میں اور پیدل لاکھوں کی تعداد میں عرفات کے میدان میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ بھی کہتے ہیں کہ جس نے حج کر لیا میں اس کے تمام عمر کے گناہ معاف کر دیتا ہوں، آپ کو معلوم ہے کہ مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ ہے جس طرف ہم منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اس کو بیت اللہ یعنی اللہ کا گھر کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا تھا، حاجی اور دیگر مسلمان رات دن اس کا طواف کرتے رہتے ہیں اور دعائیں مانگتے رہتے ہیں، اس طرح جس طرح ایک پروانہ روشنی کے گرد گھومتا رہتا ہے، اس طرح اللہ میاں کے عاشق اس گھر کے گرد گھومتے ہوئے اس کی تعریف بیان کرتے رہتے ہیں۔

جب ہمیں اس فرض کو ادا کرنے کی طاقت ہو تو اس فرض کو ضرور ادا کرنا چاہئے، ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: جس کا مطلب یہ ہے کہ جس پر حج فرض ہوا اور اس نے نہ کیا تو وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر، توبہ توبہ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مسلمان رہ کر موت دے آمین۔

اب چند آیتیں حج کے متعلق ہم قرآن مجید میں سے نقل کرتے ہیں:

وَاِذْ بَوَّأْنَا لِاِبْرَاهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝

(سورۃ الحج پ ۱۷ آیت ۲۶)

ترجمہ: اور جب کہ ہم نے ابراہیم کو خانہ کعبہ کی جگہ بتلادی اور حکم دیا کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرنا اور میرے اس گھر کو طواف کرنے والوں اور نماز میں قیام ورکوع وسجدہ کرنے والوں کے واسطے پاک رکھنا اور ابراہیم سے یہ بھی کہا گیا کہ لوگوں میں حج فرض ہونے کا اعلان کردو، لوگ تمہارے پاس حج کو چلے آویں گے پیادہ بھی اور دبلی اونٹنیوں پر بھی جو کہ دور دراز راستوں سے پہنچی ہوں گی۔

ماں باپ کی اطاعت

اللہ تعالیٰ نے اپنی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بعد ہم پر ماں باپ کی اطاعت بہت ضروری رکھی ہے اور قرآن مجید میں بار بار ماں باپ کی اطاعت اور فرماں برداری کی تاکید کی ہے۔

ہم کچھ بھی نہ تھے اللہ میاں نے ہم کو ماں باپ کی شفقت کے ذریعہ سے اتنا بڑا کیا، ہم جتنی بھی ان کی خدمت کریں ان کے احسانات نہیں اتار سکتے۔ قرآن مجید میں ہم چند جگہ سے ماں باپ کی اطاعت کے متعلق آیات نقل کرتے ہیں۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا

يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلاَهُمَا فَلاَ تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلاَ تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيْمًا o وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا o

(سورۃ بنی اسرائیل پ۱۵ آیت ۲۳)

ترجمہ: اور تیرے رب نے حکم دیا کہ سوائے اس کے کی عبادت نہ کرو، اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو، اگر تیرے پاس ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہونچ جائیں تو ان کو کبھی ہوں بھی نہ کہنا، نہ ان کو جھڑکنا بلکہ خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے اور عاجزی سے جھکے رہنا اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پرودگار ان دونوں پر رحمت فرمایئے جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھ کو پالا اور پرورش کیا۔

جہاد

جہاد کے متعلق قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بہت سے احکامات دیئے ہیں اور نصیحتیں کی ہیں، جہاد کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کو دنیا میں غالب کرنے کے لئے مسلمانوں کو ان قوموں سے لڑنا چاہئے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت نہیں کرتے بلکہ شیطان کے ساتھی ہیں اور دنیا میں ایسے کاموں کو رواج دیتے ہیں جن سے وہ خوش ہو۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اپنی جان بھی اللہ کے راستے میں قربانی کرنی پڑے تو خوشی خوشی قربان کردے۔

جہاد کے لئے ضروری ہے کہ مسلمان اپنے سردار کی اطاعت کریں۔ جب تک وہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے خلاف کوئی حکم نہ دے چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ

مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا.

(سورۃ النساء، پ۵ آیت ۵۹)

ترجمة: اے مومنو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور اپنے سرداروں کی پس اگر تم باہم جھگڑو کسی معاملہ میں تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرو اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو بہتر طریقہ ہے اور اس کا انجام بہترین ہے۔

جہاد کے لئے سامان کی بھی بہت ضرورت ہے اور مسلمانوں کو لڑائی کے سامان سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ یہ اللہ کا حکم ہے فرماتے ہیں:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا. (سورۃ النساء، پ۵، آیت ۷۱)

ترجمه- اے ایمان والو! تم اپنی حفاظت کا سامان کرو خواہ تم تنہا چلو یا جماعت کے ساتھ۔

اور پھر زیادہ تاکید کرتے ہوئے دوسرے جگہ فرماتے ہیں۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ.

(سورۃ الانفال، پ۱۰، آیت ۶۰ ـ)

ترجمه- اور ان کے مقابلہ کے لئے جس قدر قوت تم سے بن پڑے اور جس قدر گھوڑے باندھ سکو مہیا کرتے رہو تا کہ اس کے ذریعہ سے ان کے دلوں میں جو اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن ہیں دھاک بٹھائے رکھے اور ان کے علاوہ دوسروں کے دلوں میں بھی، جن سے تم واقف نہیں ان کو اللہ ہی جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہتھیار رکھنے کا سبب بھی خود ہی بتا دیا، پہلے زمانہ میں گھوڑوں سے قوت ہوتی تھی آج اس کہ جگہ فوج کی قوت کے لئے جو دوسرے

سامان میں ان سے زیادہ تیار رہنا چاہیئے۔

جہاد کے لئے ضروری ہے کہ بہادری سے لڑا جائے اور لڑائی کے میدان سے بھاگا نہ جائے، چناں چہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْھُمُ الْاَدْبَارَ وَمَنْ یُّوَلِّھِمْ یَوْمَئِذٍ دُبُرَہٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَمَاْوٰہُ جَھَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ط

(سورۂ انفال، پ۱۰، آیت ۱۵۔)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم کافروں سے جہاد میں آمنے سامنے آجاؤ تو ان سے پیٹھ مت پھیرنا اور جو شخص اس موقع پر مقابلہ کے وقت پیٹھ پھیرے گا، مگر ہاں جو لڑائی کے لئے پینترے بدلتا ہو یا اپنی جماعت کی طرف آڑ لینے آتا ہو وہ اور بات ہے باقی اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کے غضب میں آجائے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

یعنی اپنی فوج سے ملنے کے لئے پیٹھ پھیری جا سکتی ہے یا لڑائی کا پینترا یا کوئی چال چلنے کے لئے پیٹھ پھیری جا سکتی ہے، بھاگنے کے لئے اگر کوئی پیٹھ پھیرے گا تو اس پر اللہ کا غضب ہوگا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم کرنا نہیں چاہتا، کافر اگر لڑائی بند کرنے کے لئے صلح کرنا چاہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَھَا وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ. (سورۂ انفال، پ ۱۰، آیت ۶۱.)

ترجمہ۔ اگر وہ صلح کے لئے جھکیں تو آپ بھی انہیں اپنا لیجئے اور اللہ پر بھروسہ رکھئے بیشک وہ سننے والا اور علم رکھنے والا ہے۔

اور اگر کافر لڑتے رہیں تو مسلمانوں کو حکم ہے۔

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ. (سورۂ انفال، پ ۱۰، آیت ۳۹.)

ترجمہ: مسلمانو! تم ان سے لڑتے رہنا تا آنکہ فتنے کا نام ونشان باقی نہ رہے اور دین تمام تر اللہ کا ہو جائے اگر وہ لوگ باز آگئے تو اللہ انکے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

جس وقت کفار سے مقابلہ ہو تو اللہ کو بہت یاد کرنا چاہیئے، کیوں کہ کامیابی صرف اللہ ہی سے ملتی ہے، نہ ہتھیاروں سے ملتی ہے نہ فوج کی کثرت سے ملتی ہے جیسا کہ آپ کو جنگ حنین میں بتایا جاچکا ہے، اللہ تعالیٰ خود اس کے لئے حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. (سورۂ انفال، پ ۱۰، آیت ۷۴.)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم کسی گروہ کے مقابلہ پر آؤ تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو تا کہ تمہیں کامیابی حاصل ہو۔

جہاد کرنے پر اللہ تعالیٰ جنت کا وعدہ فرماتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْۤا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ.

(سورۂ انفال، پ ۱۰، آیت ۷۴۔)

ترجمہ: اور جو لوگ مسلمان ہوئے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہے اور جن لوگوں نے ان کی مدد کی یہ لوگ ایمان کا پورا حق ادا کرنے والے ہیں، ان کیلئے (آخرت میں) بڑی مغفرت (اور جنت میں) بڑی روزی ہے۔

جو لوگ جہاد سے جی چراتے ہیں ان سے اللہ پاک ناراض ہو کر فرماتے ہیں:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ

وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ. (سورۃ توبہ پ ۱۰، آیت ۲٤.)

ترجمہ: (اے پیغمبر) آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور بیویاں اور تمہارے رشتہ دار اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں وہ تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو تمہیں خدا سے خدا کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو کہ اللہ اپنا حکم بھیج دے، اللہ نافرمان لوگوں کو راہِ ہدایت نہیں دکھاتا۔

اپنے آپ کو سچا مسلمان بناؤ، تندرست رکھو، زیادہ سے زیادہ طاقت حاصل کرو اور پھر بڑے ہو کر ان سب چیزوں کو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے پر خرچ کرو کہ یہی زندگی ہے

کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

اچھی اچھی باتیں

اسلام نام ہے زندگی میں ہر جگہ چلتے پھرتے، سوتے جاگتے کھاتے پیتے، لین دین کرتے ہر وقت خیال رکھنا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا کیا حکم ہے اور ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کس طرح کیا ہے؟۔

قرآن پاک میں اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت سے احکام دیئے ہیں، جب آپ خود قرآن مجید سمجھ کر پڑھیں گے تو معلوم ہو جائے گا صرف چند احکام یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا.

(سورۂ بنی اسرائیل، پ ۱۵، آیت ۳۴۔)

ترجمہ: اور اپنا وعدہ پورا کیا کرو۔ بلاشبہ وعدہ کے متعلق تم سے پوچھ ہوگی۔

ہم وعدہ کو کچھ سمجھتے ہی نہیں کہ یہ کوئی گناہ یا بری بات ہے، اللہ تعالیٰ اس کے متعلق کتنی سخت تاکید کر رہے ہیں کہ وعدہ پورا کیا کرو اس کی پوچھ ہوگی، لہٰذا وعدہ کسی سے سوچ سمجھ کر کرنا چاہئے اور جب وعدہ کریں تو اس کو پورا کرنا ضروری ہے۔

ناپ تول پوری کر کے دینی چاہئے، کم ناپ تول کر دینا بہت سخت گناہ ہے، آپ حضرت شعیبؑ کے قصے میں پڑھ چکے ہیں کہ ان کی امت اس لئے تباہ کر دی گئی کہ وہ لوگ ناپ تول میں کمی کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ اس کے متعلق قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ.

ترجمہ: اور جب ناپ تول کرو تو پورا کرو اور صحیح ترازو سے تول کر دیا کرو۔

دوسری جگہ کم تولنے والوں کے لئے دوزخ کی شہادت دی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ. (سورۃ المطففین، پ ۳۰، آیت ۱.)

ترجمہ: خرابی ہے گھٹانے والوں کی کہ جب وہ لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا کر لیں اور جب ناپ کر دیں ان کو یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں کیا خیال نہیں رکھتے وہ لوگ کہ ان کو اٹھنا ہے ایک بڑے دن میں۔

دوسروں سے ہنس کر یا مسکرا کر خوش اخلاقی سے بات کرنا بھی کیسا اچھا ہے، سب کو اچھا معلوم ہوتا ہے ایسے لوگوں کی تعریف کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے سب کام آسانی سے بنا دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کے لئے قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا.

ترجمہ: اور ہر شخص سے بات اچھی طرح کیا کرو۔

جب کوئی شریر شخص تم سے خواہ مخواہ لڑنے لگے اور الجھنے لگے تو اس سے تم بھی لڑنا شروع نہ کرو، ورنہ تم میں اور اس میں کیا فرق رہا، اللہ تعالیٰ اس کے متعلق قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا. (الفرقان، پ۱۹، آیت ۶۳)

ترجمہ: اور جب تم سے کوئی جاہل اڑ جائے تو اس کو سلام کہہ کر چلے جاؤ۔

جب تم سے کوئی دشمنی کرے، عداوت کرے، تمہارے سے کوئی برائی کرے تو اس کا جواب دشمنی اور برائی سے مت دو بلکہ اس کے ساتھ سلوک کرو اور محبت کرو تو وہ تمہارا پکا دوست بن جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کے متعلق کلام مجید میں فرماتے ہیں۔

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ. (سورۃ حم سجدہ، پ۲۴، آیت ۳۴)

ترجمہ: آپ نیک برتاؤ سے بدی کو ٹال دیجئے پھر یکایک آپ میں اور جس شخص میں عداوت تھی ایسا ہو جائے گا جیسے کوئی دوست ہوتا ہے۔

پیٹھ پیچھے کسی کی برائی کیسی بری بات ہے اس سے بہت بہت خرابیاں پیدا ہوتی ہیں، اور دشمنی قائم ہو جاتی ہے اور کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا اس کو غیبت کہتے ہیں، قرآن مجید میں غیبت کرنے والوں کو کہا گیا ہے، کہ وہ ایسا ہے جیسا اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھایا، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ فرمایا:

اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ. (سورۃ الحجرات، پ۲۶، آیت ۱۲.)

ترجمہ: کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس کو تو تم ناگوار سمجھتے ہو، اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

سلام کرنے کے متعلق بڑی تاکید آئی ہے، جب ہم اپنے گھروں میں جایا کریں یا کسی سے ملاقات کیا کریں تو السلام علیکم کہنا چاہئے یعنی تم پر اللہ کی سلامتی ہو جس پر اللہ کی سلامتی ہو جائے اس کو پھر اور کیا چاہئے اس کے علاوہ اور کسی طرح سلام ہرگز نہیں کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ.

(سورۃ النور پ۱۸ ع۱۵ آیت ۶۱۔)

ترجمہ: پھر یہ بھی معلوم کر رکھو کہ جب تم اپنے گھروں میں جایا کرو تو اپنے لوگوں کو سلام کرلیا کرو، جو کہ دعا کے طور سے خدا کی طرف سے مقرر ہے برکت والی عمدہ چیز ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے اپنے احکام بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو اور عمل کرو۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے بھی سلام کرنے کی بہت تاکید کی ہے۔

حرام چیزیں

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے یہ کبھی بھول کر بھی ہمیں نہ کرنے چاہئیں، اور کوئی دوسرا آدمی کرتا ہو تو اسے بھی منع کرنا چاہئے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ جن چیزوں کو حرام فرمایا ہے وہ یہ ہیں:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ

اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ (سورۃ المائدہ پ ۶ آیت ۳)

ترجمہ: تم پر حرام کئے گئے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور جو جانور کہ غیر اللہ کے لئے نامزد کیا ہو اور جو دم گھٹنے سے مر جائے اور جو کسی چوٹ سے مر جائے اور جو کسی اونچی جگہ سے گر کر مر جائے اور جو کسی کی ٹکر سے مر جائے اور جس کو کوئی درندہ کھالے، لیکن جس کو ذبح کرلو (یعنی جانور کو کسی درندہ نے کھالیا اور مرنے سے پہلے اس جانور کو ذبح کرلیا تو وہ حلال ہوگا) اور اسی طرح حرام ہیں وہ جانور) جو بتوں پر چڑھائے جائیں اور یہ کہ تقسیم کرو اور یہ کہ تم قرعہ کے تیروں سے تقسیم کرو، یہ سب گناہ ہیں۔

یعنی یہ سب چیزیں جن کا اوپر ذکر کیا ہے مسلمانوں پر حرام ہیں ان کے علاوہ حرام چیزوں کا بیان حدیث شریف میں بھی آیا ہے۔

اور باتیں جو سخت گناہ ہیں وہ یہ ہیں۔

وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيْلًا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ (سورۃ بنی اسرائیل پ ۱۵ آیت ۳۱)

ترجمہ: اور اپنی اولاد کو ناداری کے اندیشہ سے قتل مت کرو ہم ان کو بھی رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی، بلاشبہ ان کا قتل کرنا بڑا بھاری گناہ ہے اور زنا کے پاس بھی مت پھٹکو بلاشبہ وہ بڑی بے حیائی کی بات ہے اور برا راستہ ہے، اور جس شخص (کے قتل) کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اس کو قتل مت کرو، البتہ حق کے ساتھ، اور جو شخص ناحق قتل کیا جائے تو ہم نے اس کے وارث کو اختیار دیا ہے، تو اس کے

بارے میں اسے حد سے تجاوز نہ کرنا چاہئے وہ شخص طرف داری کے قائل ہے اور یتیم کے مال کے قریب مت جاؤ۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ.

(سورۃ المائدہ پ ٦ آیت ٩)

ترجمہ: اے ایمان والو! یقیناً شراب اور جوا، بت اور قرعہ کے تیر یہ سب گندے اور شیطانی کام ہیں تم ان سے بچتے رہو تاکہ نجات پاؤ۔

قیامت

قیامت اس وقت قائم ہوگی جب دنیا میں کوئی اللہ اللہ کرنے والا نہ رہیگا، اور دنیا ایمانداروں سے خالی ہو جائے گی اس وقت دنیا کو اللہ پاک فنا کر دیں گے۔

سب سے پہلے حضرت اسرافیلؑ صور پھونکیں گے، جس کی آواز آہستہ آہستہ اتنی سخت اور خوفناک ہو جائیگی کہ کوئی جاندار زندہ نہ رہے گا، زمین و آسمان ٹوٹ جائیں گے، پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اڑنے لگیں گے، سوائے اللہ کی ذات کے سب چیزیں فنا کر دی جائیں گی۔

پھر اس کے بعد حضرت اسرافیلؑ دوسرا صور پھونکیں گے تو مردے زندہ ہو کر قبروں سے نکل کھڑے ہوں گے اور ٹڈیوں کی طرح پریشان محشر کے میدان میں جمع ہوں گے۔

وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا ھُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّھِمْ یَنْسِلُوْنَ ○ قَالُوْا یٰوَیْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا سکتہ ھٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ○ اِنْ کَانَتْ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا ھُمْ جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ○ (سورۂ یٰسین پ ۲۳ آیت ۵۱)

ترجمہ: اور پھر صور پھونکا جائے گا سو وہ سب یکا یک قبروں سے (نکل نکل کر) اپنے رب کی طرف جلدی جلدی چلنے لگیں گے، کہیں گے کہ ہائے ہماری کمبختی ہم کو قبروں سے کس نے اٹھادیا، یہ وہی قیامت ہے جس کا ہم سب سے رحمن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبر سچ کہتے تھے پس وہ ایک زور کی آواز ہوگی جس سے یکا یک سب جمع ہوکر ہمارے پاس حاضر کردیئے جائیں گے۔

دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے

اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۝

(سورہ الانفطار پ۳۰ آیت۱)

ترجمہ: اور جب آسمان پھٹ جائیں گے اور جب ستارے بکھر جائیں گے اور جب سمندر چلائے جائیں گے جب قبر کے لوگ زندہ کئے جائیں گے ہر نفس جان لے گا جو اس نے آگے بھیجا ہے اور پیچھے رکھا ہے۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے:

يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ.

(سورۃ المعارج پ۲۹ آیت۹،۸)

ترجمہ: جب آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوجائے گا اور جب پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح ہوجائیں گے۔

پھر جہاں ہر آدمی کا حساب وکتاب ہوگا کسی نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کے سامنے آجائے گی۔ ارشاد خداوندی ہے:

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ (سورۃ الزلزال پ۳۰ آیت۸،۷)

ترجمہ: سو جس نے ذرہ بھر بھلائی کی وہ دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی وہ دیکھ لے گا۔

جس کسی کی نیکیاں زیادہ ہوں گی اس کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں ہوگا اور جس کی برائیاں زیادہ ہوں گی اس کا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ ارشاد خداوندی ہے:

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتَابَهٗ بِیَمِیْنِهٖ o فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا o وَّیَنْقَلِبُ اِلٰی اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتَابَهٗ وَرَاءَ ظَهْرِهٖ فَسَوْفَ یَدْعُوْا ثُبُوْرًا وَّیَصْلٰی سَعِیْرًا o ۱۱ (سورۃ الانشقاق پ ۳۰ آیت ۷)

ترجمہ: جس شخص کا نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں ملے گا سو اس سے آسان حساب لیا جائے گا اور وہ اپنے متعلقین کے پاس خوش خوش آئے گا، اور جس شخص کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں اس کی پیٹھ کے پیچھے سے ملے گا سو وہ موت کو پکارے گا اور جہنم میں داخل ہوگا۔

جس کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ جنت والا ہے اور جس کا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ دوزخ والا ہے، اور جس نے شرک کیا ہوگا اس کی بخشش نہیں ہوگی وہ دوزخ میں جائے گا، ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حوض کوثر پر اپنے نیک امتیوں کو اس کا پانی پلائیں گے۔ قرآن مجید میں ہے:

اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ o (سورۃ الکوثر پ ۳۰ آیت ۱)

ترجمہ: ہم نے تجھ کو کوثر عطا کی۔

حساب وکتاب جب ختم ہو جائے گا تو دوزخ والے دوزخ میں چلے جائیں گے جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور جنت والے جنت میں چلے جائیں گے جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے پھر کبھی وہاں انھیں موت نہیں آئے گی

قیامت کے مناظر اور قیامت کے حالات کے متعلق قرآن پاک کی بہت آیات ہیں جب آپ خود سمجھ کر پڑھیں گے تو معلوم ہو جائے گا ہم نے

یہاں صرف چند آیات نقل کی ہیں۔

دوزخ

دوزخ کا نام سنتے ہی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اس کا عذاب اتنا سخت ہے کہ ہمارے وہم وخیال میں بھی نہیں آسکتا، قرآن پاک میں بہت سی آیات دوزخ کے خوفناک عذاب کو ہمیں بتاتی ہیں، کیونکہ اللہ میاں اپنے بندوں پر رحم کرنے والا ہے اور نہیں چاہتا کہ اس کے بندے اس عذاب میں پڑیں، اس لئے قرآن پاک میں دوزخ کے عذاب کو بہت تفصیل سے بتایا ہے، ہم یہاں چند آیات لکھتے ہیں جس سے اس کے عذاب کا کچھ معمولی سا اندازہ ہوجائے گا وہ آگ کیسی ہوگی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِنْ نَّارٍ وَنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ ۝

(سورہ رحمٰن پ ۲۷ آیت ۳۵)

ترجمۃ: تم دونوں پر قیامت کے روز آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑا جائے گا پھر تم اس کو ہٹا نہ سکوگے۔

وہ آگ کے شعلے اتنے بڑے ہوں گے جیسے محل یا اونٹ۔

اِنَّهَا تَرْمِىْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ۝

(سورۃ المرسلت پ ۲۸ آیت ۳۲)

ترجمۃ: وہ انگارے برساویگا جیسے بڑے بڑے محل جیسے کالے کالے اونٹ۔

اس آگ میں گناہگار نہ زندہ رہے گا نہ مرے گا برابر آگ میں جلتا رہے گا، گناہگار کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ وَمَا اَدْرٰكَ مَا سَقَرُ ۝ لَا تُبْقِىْ وَلَا تَذَرُ ۝ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ۝ (سورۃ المدثر پ ۲۹ آیت ۲۶)

ترجمة: اب اس کو ڈالوں گا آگ میں اور تو کیا جانے کیسی ہے وہ آگ نہ باقی رکھے اور نہ چھوڑے۔

یعنی جس طرح لوہا گرم ہو کر سرخ ہو جاتا ہے اسی طرح بدن آگ سے سرخ ہو جائے گا اللہ بچائے ہم سب کو۔

ان لوگوں کو کھانے کو کیا ملے گا وہ بھی سن لو!

لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ۝ فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۝ فَشَارِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ۝ فَشَارِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ۝

(سورۃ الواقعہ پ ۲۷ آیت ۵۲)

ترجمة: درخت زقوم سے کھانا ہوگا، پھر اس سے پیٹ بھرنا ہوگا پھر اس کو کھولتا ہوا پانی پینا ہوگا پھر پینا بھی پیاسے اونٹوں کا سا ہوگا۔

دوزخ میں پینے کے لئے پیپ بھی ملے گی۔ قرآن مجید میں ہے:

مِنْ وَّرَائِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّاءٍ صَدِيْدٍ ۝ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ وَّمِنْ وَّرَائِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ۝ (سورۃ ابراہیم پ ۱۳ آیت ۱۶)

ترجمة: اس کے آگے دوزخ ہے اور اس کو ایسا پانی پینے کو دیا جائے گا جو کہ پیپ لہو کے مشابہ ہوگا جس کو گھونٹ گھونٹ کر کے پیئے گا اور گلے سے آسانی کے کیساتھ اتارنے کی کوئی صورت نہ ہوگی، اور ہر طرف سے اس پر موت کی آمد ہوگی اور وہ کسی طرح مرے گا نہیں اور اس کو بہت سخت عذاب کا سامنا ہوگا۔

کھانے کا تم نے سن لیا اب پہننے کا سنو کہ کافروں کو دوزخ میں پہننے کو کیا ملے گا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۝ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ۝ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ

مِنْ حَدِيْدٍ ○ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ○ (سورۃ حج پ ۱۷ آیت ۲۲)

ترجمة: سو جو کافر لوگ تھے ان کے پہننے کے لئے قیامت میں آگ کے کپڑے بنائے جائیں گے اور ان کے سر کے اوپر سے تیز گرم پانی چھوڑا جائے گا اور اس سے ان کے پیٹ کی چیزیں اور کھالیں ان کی سب گل جائیں گی اور ان کے مارنے کے لئے لوہے کے گرز ہونگے وہ لوگ جب گھٹے گھٹے اس سے باہر نکلنا چاہیں گے تو پھر اس میں دھکیل دیئے جائیں گے اور کہا جائے گا جلنے کا عذاب ہمیشہ کے لئے چکھتے رہو۔

بہت سے گناہ ایسے ہوں گے جن کے عذاب علیحدہ علیحدہ دیئے جائیں گے جو لوگ دوسروں کے مال ناحق کھا جاتے ہیں اور جو لوگ روپیہ اور سونا جمع کرتے جاتے ہیں اور اس کی زکوٰۃ نہیں دیتے اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ○ (سورۃ التوبہ پ ۱۰ آیت ۳۴)

ترجمة: اور جو لوگ گاڑ رکھتے ہیں سونا چاندی اور روپیہ خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں سو ان کو خوشخبری سنائے دکھ والی مار کی جس دن آگ دہکا دیں گے اس پر دوزخ کی پھر داغیں گے اس سے ان کے ماتھے اور پیٹھیں یہ ہے جو تم گاڑتے تھے اپنے واسطے اب چکھو مزہ اپنے گاڑنے کا۔

جب جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں چلے جائیں

گے اس وقت دوزخ والے افسوس کریں گے کہ ہائے ہم نے دنیا میں اچھے کام کیوں نہ کئے اللہ تعالیٰ پر ایمان کیوں نہیں لائے لیکن اس وقت افسوس کرنے سے کچھ نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ ان کے متعلق فرماتے ہیں۔

إِذَا أُلْقُوا فِيهَا سَمِعُوا لَهَا شَهِيقًا وَهِيَ تَفُورُ ٥ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۖ كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ٥ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ ٥ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ ٥ (سورۃ الملک پ۲۹ آیت ۷)

ترجمہ: جب یہ لوگ اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کی بڑی زور کی آواز سنیں گے اور وہ اس طرح جوش مارتی ہوگی جیسے معلوم ہوتا ہے کہ غصہ کے مارے پھٹ پڑے گی، جب اس میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا تو اس کے محافظ ان لوگوں سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا پیغمبر نہیں آیا تھا، تو وہ کافر کہیں گے واقعی ہمارے پاس ڈرانے والا پیغمبر آیا تھا، لیکن ہم نے اس کو جھٹلا دیا اور کہہ دیا اللہ نے کچھ نازل نہیں کیا تم بڑی غلطی میں پڑے ہو اور کافر یہ بھی کہیں گے کہ ہم اگر سنتے یا سمجھتے تو ہم اہل دوزخ میں شامل نہ ہوتے۔

جب کافر پر دوزخ کے عذاب پڑیں گے تو چلا اٹھے گا۔

وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا ٥ (سورۂ نبا، پ۳۰ آیت ۴۰)

ترجمہ: اور کافر حسرت سے کہے گا کاش میں مٹی ہو جاتا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دوزخ کے عذاب سے بچائے آمین۔ وہ دن آنے سے پہلے کہ کہیں ہم مٹی ہوتے دنیا میں اچھے اچھے کام کریں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں تو انشاء اللہ دوزخ کے عذاب سے بچ جائیں گے۔

جنت

کیسا اچھا اور پیارا نام ہے، نام سنتے ہی جی خوش ہو جاتا ہے جنت میں کیسے باغ اور نہریں ہوں گی کیسے کیسے عمدہ محل موتیوں کے ہوں گے کہ ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے، جنت میں ہماری ہر خواہش پوری کی جائے گی جو ہم چاہیں گے فوراً آموجود ہوگا جو ہم چاہیں گے کھائیں گے جہاں چاہیں گے، اللہ تعالیٰ جنت کے متعلق فرماتے ہیں۔

جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِیْهَا مَا یَشَآءُوْنَ ط كَذٰلِكَ یَجْزِی اللّٰهُ الْمُتَّقِیْنَ ۝ (سورۃ النحل پ ۱۴ آیت ۳۱)

ترجمہ: وہ گھر ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں، جن میں یہ داخل ہوں گے ان باغوں کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی جس چیز کو ان کا جی چاہے گا وہاں ان کو ملے گی اس طرح کا بدلہ اللہ تعالیٰ سب شرک سے بچنے والوں کو دیگا۔

اس باغوں والی جنت میں پہننے کے لئے کپڑے اور لباس کیسے ہوں گے وہ بھی سن لو!

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّیَلْبَسُوْنَ ثِیَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕیْنَ فِیْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا

(سورۃ الکھف پ ۱۵ آیت ۳۰)

ترجمہ: بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے تو ہم ایسوں کا اجر ضائع نہ کریں گے جو اچھی طرح کام کو کرے ایسے لوگوں کے لئے ہمیشہ رہنے کے لئے باغ ہیں ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، ان کو وہاں سونے

کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سبز رنگ کے کپڑے باریک اور دبیز ریشم کے پہنیں گے اور وہاں مسہریوں پر تکیئے لگائے بیٹھے ہوں گے کیا ہی اچھا صلہ ہے اور جنت کیا ہی اچھی جگہ ہے۔

وہاں خادم کیسے ہوں گے جنت والوں کے لئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَطُوْفُ عَلَيْهِ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ (سورۃ الواقعہ پ۲۷ آیت ۱۷)

ترجمہ-ان کے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے۔

حُوْرٌ مَّقْصُوْرَاتٌ فِي الْخِيَامِ (سورۃ الرحمٰن پ۲۷ آیت ۷۲)

ترجمہ: حوریں ہوں گی خیموں میں رہنے والی۔

وہاں کھانے پینے کے لئے کیا کیا ملے گا۔

دنیا میں شراب ایسی ہوتی ہے جس میں نشہ ہوتا ہے، انسان اپنے ہوش میں نہیں رہتا بیہودہ باتیں بکنے لگتا ہے اور اس کو اچھے برے کی تمیز نہیں رہتی جنت میں اللہ تعالیٰ ایسی پاک شراب دیں گے جس میں یہ سب باتیں نہیں ہوں گی۔

وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ لَا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ

(سورۃ الواقعہ پ ۲۷ آیت ۱۹)

ترجمہ -اور ایسا جام شراب جو بہتی ہوئی شراب سے بھرا جائے گا، نہ اس سے ان کو درد سر ہوگا اور نہ اس سے عقل میں فتور آئے گا۔

اور کھانے کے لئے۔

وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ

(سورۃ الواقعہ پ۲۷ آیت ۲۰)

ترجمہ -اور میوہ جون سا چن لیویں اور گوشت اڑتے جانوروں کا جس قسم کا جی چاہے۔

اچھا کھانے پینے اور رہنے کے ساتھ ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ

اس کے ماں باپ بہن بھائی اور رشتہ دار بھی قریب ہوں، جنت میں اللہ تعالیٰ ان سب سے جو نیک ہوں گے ملوادے گا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ (سورۃ الرعد پ۱۳ آیت ۲۳)

ترجمہ -وہ جنت کے باغ میں ہمیشہ رہیں گے ان میں اور وہ جو نیک ہوئے ان کے باپ دادوں میں اور بیویوں میں اور اولاد میں۔

اس کے علاوہ ان کے پاس فرشتے آ کر سلام کیا کریں گے۔

وَالْمَلٰٓئِكَةُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارُ (سورۃ الرعد پ۱۳ آیت ۲۳)

ترجمہ -ان کے پاس ہر دروازے سے فرشتے آتے ہیں (یہ کہتے ہوئے کہ) تم پر سلامتی ہو یہ اس کا بدلہ ہے جو تم ثابت رہے ہو خوب ملا پچھلا گھر۔

ایک جگہ رہتے رہتے انسان کا جی گھبرانے لگتا ہے جنت میں اللہ تعالیٰ ایسی دلچسپیاں رکھیں گے کہ وہاں جی نہیں گھبرائے گا اور جگہ بدلنی نہیں چاہے گا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا خٰلِدِیْنَ فِیْهَا لَا یَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا

(سورۃ الکہف پ۱۶ آیت ۱۰۷)

ترجمہ -جو لوگ ایمان لائے اور بھلے کام کئے ان کے لئے ٹھنڈی چھاؤں کے باغ ہیں، رہا کریں ان میں نہ چاہیں وہاں سے جگہ بدلنی۔

انسان یہ بھی چاہتا ہے کہ جہاں رہے آپس میں محبت پیار سے رہے کسی سے لڑائی جھگڑا نہ ہو کسی سے برائی بھلائی کے قصے نہ ہوں اور یہ بھی چاہتا ہے کہ جو اچھی جگہ اس کو مل گئی ہے وہاں سے نکالا نہ جاؤں۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ آمِنِیْنَ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ (الحجر پ۱۴ آیت ۴۵)

ترجمہ - جو پرہیزگار ہیں وہ باغوں میں ہیں اور چشموں میں ہیں اس میں خوش دلی سے جاؤ اور ہم نے نکال ڈالی جوان کے دلوں میں تنگی تھی، وہ تختوں پر بیٹھے آمنے سامنے بھائی ہو گئے۔

دنیا میں جو آپس میں اگر کسی سے لڑائی ہو گئی تھی تو جنت میں اللہ تعالیٰ اس کو بھی دور کر دیں گے، اور آگے فرماتے ہیں۔

لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ

(سورة الحجر پ ١٤ آيت ٤٨)

ترجمہ - نہ پہنچے گی ان کو وہاں کوئی تکلیف اور نہ ان کو وہاں سے کوئی نکالے گا۔

اب آپ نے دنیا پیدا ہونے سے لے کر موت تک اور موت کے بعد آنے والے حالات سب سن لئے برے لوگوں کی بری باتیں اور اس کے برے انجام، اچھے لوگوں کی اچھی باتیں اور اس کے اچھے انجام، قیامت، دوزخ، جنت ہمارے سامنے سب آچکے اب ہمیں اختیار ہے کہ ہم اچھے کام جو خدا اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے ہیں کر کے جنت والے بن جائیں، یا برے کام کر کے اور شیطان کو خوش کر کے دوزخ والے بن جائیں۔

دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت والا بنائے آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ آمِيْن، آمين، آمين،

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ.